BEDD 206CCT

اقلیتوں کی تعلیم

Minorities Education

برائے

بیچلر آف ایجوکیشن

(سال دوم)

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

© مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

سلسلہ مطبوعات نمبر-28

ISBN: 978-93-80322-34-6

Second Edition: July, 2019

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	:	جولائی 2019
تعداد	:	1000
مطبع	:	پرنٹ ٹائم اینڈ بزنس انٹرپرائزز، حیدرآباد

Minorities Education

Edited by:

Dr. Najmus Sahar
Associate Professor, (Education), DDE, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

In collaboration with:

Directorate of Translation and Publications
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS)
E-mail: directordtp@manuu.edu.in

فاصلاتی تعلیم کے طلبا و طالبات مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کرسکتے ہیں:

ڈائرکٹر

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد-500032

Phone No.: 1800-425-2958, website: www.manuu.ac.in

فہرست

اکائی نمبر	مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
	پیغام	وائس چانسلر	5
	پیش لفظ	ڈائرکٹر	6
	کورس کا تعارف	ایڈیٹر	7
اکائی 1:	ہندوستانی سماج میں اقلیتیں۔نظریاتی پس منظر	ڈاکٹر طارق احمد مسعودی اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، سری نگر	9
اکائی 2:	اقلیتوں کے تحفظ کے لیے رپورٹس اور ادارہ جاتی اقدامات	ڈاکٹر نجم السحر اسوسی ایٹ پروفیسر (تعلیم) ڈی ڈی ای، مانو	34
اکائی 3:	اقلیتوں کے لیے تعلیمی وفلاحی اسکیم	ڈاکٹر محمد طالب اطہر انصاری مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بدر	43

لینگویج ایڈیٹر:
ڈاکٹر نجم السحر
اسوسی ایٹ پروفیسر و پروگرام کوآرڈینیٹر بی ایڈ (فاصلاتی طرز)
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

لینگویج ایڈیٹر:
ڈاکٹر نجم السحر
اسوسی ایٹ پروفیسر و پروگرام کوآرڈینیٹر بی ایڈ (فاصلاتی طرز)
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

پیغام

وائس چانسلر

وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے جس ایکٹ کے تحت مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے اُس کی بنیادی سفارش اُردو کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ایک طرف اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد بناتا ہے تو دوسری طرف ایک امتیازی وصف ہے، ایک شرف ہے جو ملک کے کسی دوسرے اِدارے کو حاصل نہیں ہے۔ اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد ومنشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ بھی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت رسائل واخبارات کی اکثریت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہماری یہ تحریریں قاری کو کبھی عشق ومحبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ شکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔ تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج آج کے دور کے اہم ترین علمی موضوعات چاہے وہ خود اُس کی صحت وبقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، وہ جن مشینوں اور آلات کے درمیان زندگی گزار رہا ہے اُن کی بابت ہوں یا اُس کے گردوپیش اور ماحول کے مسائل..... وہ ان سے نابلد ہے۔ عوامی سطح پر اِن اصناف کی عدم دستیابی نے علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے جس کا مظہر اُردو طبقے میں علمی لیاقت کی کمی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح کی اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چونکہ اُردو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہی اُردو ہے اور اس میں علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اِسی مقصد کے تحت ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں آیا ہے اور احقر کو اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اپنے قیام کے محض ایک سال کے اندر ہی یہ برگِ نو، ثمر آور ہو گیا ہے۔ اس کے ذمہ داران کی انتھک محنت اور قلم کاروں کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں نصابی اور ہم نصابی کتب کی اشاعت کے بعد اِس کے ذمہ داران، اُردو عوام کے واسطے بھی علمی مواد، آسان زبان میں تحریر عام فہم کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں گے تاکہ ہم اِس یونیورسٹی کے وجود اور اِس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کر سکیں۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

خادمِ اوّل

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

پیش لفظ

ہندوستان میں اُردو ذریعہ تعلیم کی خاطر خواہ ترقی نہ ہو پانے کے اسباب میں ایک اہم سبب اُردو میں نصابی کتابوں کی کمی ہے۔اس کے متعدد دیگر عوامل بھی ہیں لیکن اُردو طلبہ کو نصابی اور معاون کتب نہ ملنے کی شکایت ہمیشہ رہی ہے۔ 1998ء میں جب مرکزی حکومت کی طرف سے مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اعلیٰ سطح پر کتابوں کی کمی کا احساس شدید ہو گیا۔اعلیٰ تعلیمی سطح پر صرف نصابی کتابوں کی نہیں بلکہ حوالہ جاتی اور مختلف مضامین کی بنیادی نوعیت کی کتابوں کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔ فاصلاتی طریقہ تعلیم کے تحت چونکہ طلبہ کو نصابی مواد کی فراہمی ضروری ہے لہٰذا اُردو یونیورسٹی نے مختلف طریقوں سے اُردو میں مواد کا نظم کیا۔ کچھ مواد یہاں بھی تیار کیا گیا مگر علمی کتابوں کی منظم اور مستقل اشاعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا جا سکا۔

موجودہ شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اُردو کتابوں کی اشاعت کے تعلق سے انقلاب آفریں فیصلہ کرتے ہوئے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں لایا۔اس ڈائرکٹوریٹ میں بڑے پیمانے پر نصابی اور دیگر علمی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ تمام کورسز کی کتابیں متعلقہ مضامین کے ماہرین سے راست طور پر اُردو میں ہی لکھوائی جائیں۔اہم اور معروف کتابوں کے تراجم کی جانب بھی پیش قدمی کی گئی ہے۔توقع ہے کہ مذکورہ ڈائرکٹوریٹ ملک میں اشاعتی سرگرمیوں کا ایک بڑا مرکز ثابت ہوگا اور یہاں سے کثیر تعداد میں اُردو کتابیں شائع ہوں گی۔نصابی اور علمی کتابوں کے ساتھ مختلف مضامین کی وضاحتی فرہنگ کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی رہی ہے۔لہٰذا یونیورسٹی نے فیصلہ کیا کہ اولاً سائنسی مضامین کی فرہنگیں اس طرح تیار کی جائیں جن کی مدد سے طلبہ اور اساتذہ مضمون کی باریکیوں کو خود اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔ ڈائرکٹوریٹ کی پہلی اشاعت وضاحتی فرہنگ (حیوانیات و حشریات) کا اجرا فروری 2018ء میں عمل میں آیا۔

زیرِ نظر کتاب اُن 34 کتابوں میں سے ایک ہے جو بی ایڈ کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ یہ کتابیں بنیادی طور پر فاصلاتی طریقہ تعلیم کے طلبہ کے لیے ہیں تاہم اس سے روایتی طریقہ تعلیم کے طلبہ بھی استفادہ کر سکیں گے۔اس کے علاوہ یہ کتابیں تعلیم و تدریس کے عام طلبہ، اساتذہ اور شائقین کے لیے بھی دستیاب ہیں۔

یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ زیرِ نظر کتاب کی تیاری میں شیخ الجامعہ کی راست سرپرستی اور نگرانی شامل ہے۔اُن کی خصوصی دلچسپی کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔نظامت فاصلاتی تعلیم اور اسکول برائے تعلیم و تربیت کے اساتذہ اور عہدیداران کا بھی عملی تعاون شاملِ حال رہا ہے جس کے لیے اُن کا شکریہ بھی واجب ہے۔

اُمید ہے کہ قارئین اور ماہرین اپنے مشوروں سے نوازیں گے۔

پروفیسر محمد ظفرالدین
ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

کورس کا تعارف

اقلیتیں ہندوستانی سماج کا ایک اٹوٹ اور لازمی حصہ ہیں۔ ہندوستانی آئین کی رو سے اقلیتیں بھی اکثریت کے مساوی حقوق رکھتی ہیں۔ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے دستور ہند میں خصوصی مراعات فراہم کئے گئے ہیں۔

اقلیتوں سے متعلق مختلف امور سے واقفیت ہر ذمہ دار شہری کے لیے ضروری ہے۔لہٰذا مختلف جامعات کے نصاب میں اس موضوع کو ایک خصوصی کورس کے طور پر رکھا جارہا ہے۔بی ایڈ کے نصاب میں بھی اس کورس کی شمولیت اس مقصد کی ایک کڑی ہے۔

اس کورس میں جملہ تین اکائیاں ہیں۔پہلی اکائی میں اقلیت کے تصور، مفہوم کو مختلف تعریفوں میں وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کے علاوہ اقلیتوں کی درجہ بندی، ان کے مسائل اور دستور میں اقلیتوں کے لیے فراہم کردہ خصوصی مراعات کے حوالے سے بھی اس میں تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔

دوسری اکائی ''اقلیتوں کے تحفظ کے لیے رپورٹس اور ادارہ جاتی اقدامات'' کے ضمن میں ہے۔اس اکائی میں مختلف کمیٹیوں جیسے سچر کمیٹی، قومی تعلیمی پالیسی 1986، نظر ثانی شدہ پالیسی 1992 وغیرہ کی سفارشات کو شامل کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے قائم کردہ مختلف کمیشنوں جیسے نیشنل کمیشن فار مائناریٹیز (NCM)، ریاستی کمیشن فار مائنائیز (SCM)، نیشنل مائناریٹیز ڈیولپمنٹ اینڈ فائنانشیل کارپوریشن (NNDFC) اور دیگر اداروں کی رپورٹ شامل ہیں۔

تیسری اکائی کا عنوان ''اقلیتوں کے لیے تعلیمی وفلاحی اسکیمیں'' ہے۔اس میں حکومت ہند کی جانب سے اقلیتوں کے لیے اختیار کی جانے والی اسکیموں کی تفصیلات دی گئی ہیں۔

اقلیتوں کی تعلیم

اکائی۔1: اقلیتیں ہندوستانی سماج میں۔نظریاتی پس منظر
Minorities in Indian Society: Theoretical Perspective

1.1 تمہید (Introduction)

1.2 مقاصد (Objectives)

1.3 اقلیت کا مفہوم، تصور اور تعریف (Meaning, Concept and Definition of Minority)

1.4 عالمی تحفظات برائے اقلیتی حقوق (International Safeguards of Minority Rights)

1.5 اقلیتوں کی درجہ بندی (Classification of Minorities)

1.5.1 مذہبی اقلیت (Religious Minority)

1.5.2 لسانی اقلیت (Linguistic Minority)

1.5.3 نسلی اقلیت (Ethenic Minority)

1.5.4 تمدنی اقلیت (Cultural Minority)

1.6 ہندوستان میں اقلیتوں کے مسائل (Problems of Minorities in India)

1.6.1 ہندوستان میں اقلیتوں کے مسائل۔تاریخی پس منظر
(Problems of Indian Minorities: Historical Backgroung)

1.6.2 مسلم اقلیت (Muslims Minority)

1.6.3 عیسائی اقلیت (Christians Minority)

1.6.4 سِکھ اقلیت (Skihs Minority)

1.6.5 جین اقلیت (Jains Minority)

1.6.6 بدھسٹ اقلیت (Budhist Minority)

1.7 آئینی سہولیات اور اقلیتی حقوق تعلیم کے خصوصی حوالے سے
(Constitutional Provisions and Minority Rights with Special reference to Education)

1.8 فرہنگ (Glossory)

1.9 یاد رکھنے کے نکات (Points to Remember)

1.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Model Examination Questins)

1.11 سفارش کردہ کتابیں (Suggested Books)

1.1 تمہید

تاریخ کے مطالعے کی روشنی میں یہ بات بلاشبہ سامنے آجاتی ہے کہ ہر ملک اور معاشرے میں اقلیتیں (Minorities) اپنے مذہب، عقیدہ، زبان، رنگ ونسل اور علاقہ کے پسِ منظر میں اپنی جداگانہ اور انفرادی حیثیت، شناخت اور پہچان رکھتی آئی ہیں۔ اقلیتوں کا ہر عہد اور زمانے میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی معاملات میں ایک کردار اور رول رہا ہے۔ اگرچہ اقلیت (Minority) کے ساتھ ہمیشہ مسائل (Problems) کا ایک تسلسل قائم رہا ہے، لیکن تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ بھی مشاہدے میں آتا ہے ارباب اختیار نے اقلیتوں کے ساتھ عدل وانصاف کا سلوک روا رکھا اور اُن کے حقوق کے تحفظ کے لئے بعض عملی اقدامات بھی اُٹھائے۔

دورِ جدید میں دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں اقلیتیں گوں ناگوں مشکلات، جیسے اِتلافِ حقوق، عدم مساوات، ناانصافی، مسئلہ تشخص، احساسِ تحفظ جیسے مسائل کے تعلق سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اس وقت میانمار (برما) میں روہنگیا اقلیت کے ساتھ جور وجفا روا رکھا جارہا ہے، اُس کے خلاف اقوام عالم نے ایک آواز میں احتجاج بلند کرتے ہوئے مظلوم روہنگیا اقلیت کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کررہے ہیں۔

تاریخی تناظر میں اگر دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد اقلیتوں کے مختلف نوعیت کے مسائل منظرِ عام پر آگئے اور ساتھ ہی ان کے حقوق کے تحفظ کی خاطر عالمی سطح پر صدائے بلند ہونے لگیں اور متعلقہ حکومتوں کو اقلیتوں کے حقوق کے تئیں ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے عالمی سطح پر کئی قسم کے معاہدے عمل میں لائے گئے۔ دیگر ممالک کے علاوہ ہندوستان نے بھی ان معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔ اقلیتوں کے مسائل کی اہمیت کے پیشِ نظر اقوام متحدہ کی جانب سے ہر سال 18/ دسمبر کو اقلیتوں کے عالمی دن کے طور منایا جاتا ہے۔

1.2 مقاصد

اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اس قابل ہوں گے کہ

(1) اقلیت کے مفہوم اور تصور کو سمجھ سکیں۔

(2) اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضرورت واہمیت سمجھ سکیں۔

(3) اقلیتوں کی درجہ بندی کرسکیں۔

(4) آئین ہند میں اقلیتوں کے تعلق سے فراہم کی گئی مراعات سے واقف ہوسکیں۔

1.3 اقلیت کا مفہوم، تصور اور تعریف

لفظ اقلیت کا تعلق لاطینی زبان کے لفظ Monor سے ہے، جس کا مطلب ہے چھوٹا، کمزور، کم طاقتور، نابالغ وغیرہ۔

ماہرین سماجیات اور سیاسیات نے اقلیت (Minority) کے کئی ایک معنی مختلف تناظرات (Perspectives) میں پیش کئے ہیں۔ اقلیت لوگوں کے اُس ایک گروہ کو کہا جاتا ہے جو سماج میں غیر بالادست (Non-domineant) ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اقلیت تعداد، طاقت اور اختیار میں کم اور کمزور ہوتے

ہیں۔ پالیسی سازاداروں میں اُن کی نمائندگی (Representation) کم یا غیر معتبر ہوتی ہے۔بعض ماہرین کے نزدیک چونکہ اقلیتوں کے مسائل مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔اس لئے کئی طرح کے سوالات باربار ذہن میں اُبھرتے ہیں کہ اقلیت (Minority) کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ وہ کون سی نمایاں خصوصیات ہیں،جن کی بنا پر انہیں اقلیت (Minority) کہا جا سکتا ہے؟ مزید اقلیتی حقوق (Minority Rights) کا تعین کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ جیسا کہ پہلے اس بات کا تذکرہ ہوا ہے کہ جدید دور میں اقلیت کو باضابطہ طور پر ایک مسئلہ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ کئی طرح کے وجوہات کی بنیاد پر بہت سے لوگ ایک ساتھ تارکین وطن کی حیثیت میں مختلف اوقات میں دوسرے ملکوں اور معاشروں میں پناہ گزینوں کے روپ میں وارد ہوئے اور وہیں مستقل طور پر آباد ہوئے۔ماہرین سماجیات کے مطابق چند ایسی خصوصیات ہیں جن کی روشنی میں اقلیتوں کی شناخت قائم کی گئی ہے۔

1. اقلیتیں مجموعی اعتبار سے اکثریت کے مقابلے میں کم اختیار والے ہوتے ہیں۔
2. اقلیتوں کو عدم مساوات کے مسائل درپیش رہتے ہیں۔
3. مذہب، زبان، ثقافت وغیرہ کی بنا پر ان کی جداگانہ حیثیت ہوتی ہے۔
4. پالیسی سازاداروں میں اقلیتوں کی نمائندگی کم یا غیر معتبر ہوتی ہے۔
5. عدم تحفظ کی وجہ سے ایک جگہ اِکٹھے رہنے کو فوقیت دیتے ہیں۔
6. اقلیتوں کی شناخت امتیاز (Discrimination)، تفاوت (Disparity) اور عدم شمولیت (Exclusion) کے حوالے سے ہوتی ہے۔

1.3 اقلیت کا تصور اور تعریف

اقلیت کا تصور تاریخی تناظر کی روشنی میں سامنے آیا ہے۔اقلیت سماج کا ایک لازمی حصہ رہا ہے۔ظاہر ہے اقلیت کا تصور کئی خصوصیات اور شناختوں کے تعلق سے دنیا میں متعارف ہوا ہے۔اس طرح ملکوں اور معاشروں میں مخصوص مذہب، عقیدہ، زبان، ثقافت، نسل اور علاقہ کی بنیاد پر اقلیت اور اُن سے جڑے مسائل اور مشکلات وشکایات کی مسلسل صدائے بازگشت نے اقلیت کے تصور کو دنیا کے سامنے صاف اور واضح کردیا ہے۔مختلف خطوں، ملکوں اور معاشروں میں قیام پذیر اقلیتوں کی یہ شکایت رہی ہے کہ اُن کے حقوق کا تحفظ نہیں ہوتا۔ترقی اور روزگار میں انہیں برابر کے مواقع حاصل نہیں ہوتے۔انصاف کی فراہمی میں ان کے ساتھ دوہرا برتاؤ روا رکھا جاتا ہے۔اقلیتوں کے خدشات، تحفظات، تشخص اور شناخت کے مسائل معاصرِ عہد (Contemporary World) کا ایک اہم اور تشویش ناک مسئلہ بن گیا ہے۔

اقلیت کے تصور کے پسِ منظر میں ایک اہم تعریف Francesco Capotorti نے اقوام متحدہ میں اقلیتوں سے متعلق ذیلی کمیشن کے سامنے ان الفاظ میں پیش کی تھی:

"A group numerically inferior to rest of the population in a non-dominant position, state posses ethinic, religious or linguistic characteristics deffering from those of the rest of the population and show, if only implicitly, or sense of solidarity directed towards preserving their culture, traditions, religion or language".

’’ایک گروہ جو عددی اعتبار سے ملک میں دیگر ساری آبادی کے برعکس کم تر ہو، طاقت وقوت کی حیثیت نہ رکھتا ہو لیکن ایک جداگانہ رنگ ونسل، مذہبی یا لسانی خصوصیات رکھتا ہو۔لیکن ان لوگوں میں اپنے تمدن، روایات، مذہب اور زبان کے تحفظ کے واسطے ایک رجحان اور اتحاد پایا جاتا ہو‘‘۔

اقلیتوں سے متعلق ایک اور تصور اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

’’اقلیتیں سماج میں بعض عمومی گروہ ہوتے ہیں، جو اپنی پہچان کی وجہ سے سماج میں کم تر درجہ رکھتے ہیں۔کم قوت ومقام کے علاوہ یہ گروہ کثریت کے

مقابلے میں کم حقوق کے حامل ہوتے ہیں۔انہیں اکثر الگ کرتے ہوئے ان کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا ہے،اس لیے کہ یہ مخصوص اور مختلف جسمانی، تمدنی اور مذہبی شناخت رکھتے ہیں''۔

اقلیت کی تعریف مختلف دانشوروں، مفکروں اور سیاستدانوں نے مختلف انداز میں پیش کی ہے:

''ایک ملک کی تہذیب یافتگی کا دعویٰ اس بات پر انحصار رکھتا ہے کہ وہ اقلیتوں کے ساتھ کیا اور کیسا سلوک کرتے ہیں''۔مہاتما گاندھی

''کیا ایک ملک واقعی آزاد ہے؟ اس کی کسوٹی یہ ہے کہ اُس ملک میں اقلیتیں خود کو کس قدر محفوظ سمجھتی ہیں''۔لارڈ ایکٹن (Lord Acton)

''ہر ایک کو یہ مقدس اصول پیش نظر رکھنا چاہئے کہ بے شک ہر معاملے میں اکثریت کی خواہش پوری ہونی چاہئے، لیکن یہ خواہش درست انصاف پر مبنی ہونی چاہئے۔ساتھ ہی اقلیت کو مساوی حقوق حاصل ہونے چاہیں اور قانون کی روشنی میں برابری کی بنیاد پر اُن کا تحفظ ہونا چاہئے۔اگر اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو یہ سراسر ظلم ہے''۔ تھامس جیفرسن

''ہمیشہ پُرخلوص اور تخلیقی صلاحیتوں کی حامل اقلیتوں نے دنیا کو بہتر بنایا ہے''۔مارٹر لوتھر کنگ جونیر

''زمین پر سب سے چھوٹی اقلیت کا اگر ایک فرد رہتا ہے اور جو اُن کے حقوق کے مُنکر ہیں۔وہ اقلیتوں کے محافظ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتے''۔اَیان رَنڈ (Ayan Rand)

اقلیت کی تعریف چند ماہرین نے اس طرح پیش کی ہے جس کے نتیجے میں اقلیت اور اکثریت کی تعریف وقار (Prestige) اور حیثیت (Status) نیز ان کے درمیان عدم توازن (Imbalance) اور تفاوت (Anomily) اُبھر کر سامنے آجاتی ہے۔

اقوام متحدہ کے ذیلی کمیشن نے اقلیتوں سے متعلق جو سفارشات پیش کی ہیں۔اُن میں یہ نہایت اہم وضاحت شامل ہے:

''تحفظ اقلیت کا مفہوم یہ ہے کہ اکثریتی طبقے سے وہ یعنی اقلیتی طبقہ مساویانہ سلوک کا صرف متمنی نہیں ہوتا بلکہ اپنے ساتھ ''خصوصی سلوک'' بھی چاہتا ہے تاکہ وہ اپنی خصوصیات محفوظ رکھ سکے، جن کی بنیاد پر وہ دیگر اکثریتی افراد سے مختلف ہوتے ہیں''۔

ہندوستان کی جدید تاریخ میں اقلیتوں کے حوالے سے ایک روشن اور حیرت انگیز واقعہ مشاہدے میں آتا ہے۔تحریک آزادی کے دوران سابق صدر کانگریس اور بنگال کے معروف رہنما دیش بندھو چترنجن داس نے یہ تجویز پیش کی اگر انتخابات کے نتیجے میں کانگریس حکومت میں آجاتی ہے تو مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے سرکاری نوکریوں میں اُن کے لئے 60 فیصد نشستیں مختص رکھی جانی چاہئے۔ جب تک کہ انہیں آبادی کے تناسب سے انہیں اپنا حصہ ملتا ہے۔مسٹر داس نے ایک اور تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ کلکتہ میونسپل کارپوریشن میں 80 فیصد نشستیں مسلمانوں کے لئے محفوظ رکھی جائیں۔دیش بندھو کا ماننا تھا کہ نابرابری دور کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے اور اقلیتوں کو جب تک برابری کی بنیاد پر کام اور ترقی کے مواقع فراہم نہیں کریں گے آگے چل کر اُن کے لئے تحفظات کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔اکثریت کی جانب سے ابتدائی مخالفت کے باوجود بالآخر وہ بنگال کانگریس پارٹی کو مطمئن اور قابل کرنے میں کامیاب ہوئے اسی طرح کے خیالات کا اعادہ جسٹس ریٹائرڈ ایچ آر کھنہ اپنے ایک فیصلے میں یوں کہا ہے:

''بہ ظاہر یہ بات متضاد سی محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت نہیں ہے کہ اقلیتوں کا تحفظ محض مساویانہ حقوق سے ہی نہیں ہوتا بلکہ بعض حالات میں اقلیتوں کے ساتھ ''خصوصی سلوک'' ضروری ہوجاتا ہے''۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

(1) اقلیت کی کوئی دو تعریفوں کی روشنی میں اس کے مفہوم کی وضاحت کیجئے۔

(2) اقلیت اور اکثریت میں آپ کس طرح فرق کریں گے۔

1.4 اقلیتی حقوق عالمی تحفظات کے پس منظر میں

اقلیتی حقوق کے تحفظ کے لئے عالمی سطح پر کئی بار عالمی معاہدے تشکیل پائے اور اعلامیے جاری کئے گئے، جن میں وضاحت کے ساتھ اقلیتوں کے حقوق اور اُن کے جان و مال کے تحفظ کی بات کی گئی ہے۔ فرانس میں 1789ء میں حقوق انسانی کا اعلامیہ جاری کیا گیا۔ اس میں انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے بھی بات کی گئی تھی۔

پہلی عالمی جنگ کے بعد باضابطہ طور اقلیتوں کے حقوق اور اُن کے دوسرے مسائل کے بارے میں غور وفکر کیا گیا۔ اُن کے حقوق کے تحفظ اور سلامتی کے بارے میں کچھ فیصلے لئے گئے چنانچہ مجلس اقوام (League of Nations) کے قیام کے ساتھ ہی اس میں اقلیتوں سے متعلق ایک شعبہ قائم کیا گیا۔ اس کے علاوہ عالمی عدالت برائے عدل وانصاف میں بھی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے مسائل کو حل کروانے کے لئے اس کو علیحدہ طور ایک رول تفویض کیا گیا تھا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا تو اقوام متحدہ کے اعلان نامہ (United Nations Charter) کو اتفاق رائے کے ساتھ منظوری دی گئی۔ اس میں انسانی حقوق، اقلیتوں کے تحفظ اور فرد کی بنیادی آزادی یا حقوق جیسے تصورات کو خاص جگہ دی گئی۔ اقوام متحدہ کا کمیشن برائے انسانی حقوق کا قیام عمل میں لایا گیا، جس نے شہری اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی میثاق (International Agreement) ترتیب دیا۔ اس میثاق کی دفعہ 27 میں وضاحت کے ساتھ نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے حقوق کا ذکر ملتا ہے۔ دھیرے دھیرے اقلیتی حقوق کے تصور، اس کی تشریحات کو ایک وسیع تر تناظر میں پیش کیا گیا۔ اس سلسلے میں اقلیتوں کے ارادے کی آزادی کو تسلیم کیا گیا۔ ریاست کے ساتھ وفاداری کے شرطیہ وفاقی نظام (Federal System) کے اختیار کرنے تک کی بات کی گئی ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں جیسے کینیڈا، اِتھوپیا، جرمنی، رومانیہ وغیرہ نے اقلیتوں کے لئے خاص سہولیات کو متعارف کیا ہے۔ دنیا کی بعض جامعات میں اقلیتی حقوق کے تعلق سے الگ سے علمی اور تحقیقی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی کئی جامعات میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی ہدایات کے مطابق ایسی ہی نوعیت کے علمی اور تحقیقی مراکز Centre for the Study of Social Exclusion and Inclusive Policy کے نام سے قائم کئے گئے ہیں، جن میں سماج کے محروم اور کمزور طبقات کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے مسائل اور مشکلات کے بارے میں مختلف نوعیت کے پروگراموں کے علاوہ ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر تحقیقی کام انجام دیئے جاتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

(1) اقوام متحدہ کے اعلان نامہ میں اقلیتوں کی بابت کیا بات کہی گئی؟

(2) عالمی سطح پر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کون سے اقدامات عمل میں لائے جارہے ہیں۔

1.5 اقلیتوں کی درجہ بندی

عہد حاضر میں حقوق انسانی ایک اہم ترین مسئلے کے روپ میں اُبھر کر سامنے آیا ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ بشمول دیگر دوسری عالمی تنظیمیں اور جماعتیں انسانی حقوق کے دفاع کے لئے کافی سرگرم ہیں۔ مختلف سطحوں پر مختلف قسم کے پروگرام منعقد ہورہے ہیں۔ عہد نامے طے پاتے ہیں اور وقت وقت پر اعلامیے جاری کئے جاتے ہیں۔ حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں کے حقائق اور اعدادوشمار کی روشنی میں متعلقہ حکومتوں اور ذمہ داروں کی توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ ان ساری سرگرمیوں کا واحد مقصد دنیا کے محروم اور کمزور اور اقلیتوں کے حقوق کی پامالی سے اقوام عالم کو باخبر رکھنا ہے تاکہ رائے عامہ کو منظم کیا جاسکے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں اور خطوں کے اندر آباد اقلیتیں مختلف مسائل ومشکلات کا سامنا کررہے ہیں اور اصل وجہ اقلیتوں کی شناخت اور تشخص کے معاملات ہیں۔ مختلف خطوں اور ملکوں میں مختلف قسم کی اقلیتیں پائی جاتی ہیں، جن کی درجہ بندی ماہرین کے مطابق اس طرح سے ہے۔

مذہبی اقلیت(Religious Minority)

لسانی اقلیت(Linguistic Minority)

نسلی اقلیت (Ethnic Minority)

تمدنی اقلیت(Cultural Minority)

1.5.1 مذہبی اقلیت

مذاہب اور عقائد کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ سیاسی، معاشی، سماجی، لسانی اور ثقافتی زندگی کے ابتداء اور ارتقاء میں مذاہب کا ہمیشہ ایک موثر رول رہا ہے۔ دنیا کے بن بن علاقوں میں بعض مذہبی گروہ اکثریت اور بعض اقلیت میں ہوتی ہیں۔ سماج میں افراد کا ایک گروہ جو مخصوص مذہب اور عقیدہ کے ماننے والے ہوتے ہیں، اکثریت کے مذہب اور عقیدے سے نہ صرف الگ بلکہ تعداد میں بھی کم ہوتے ہیں۔

مختلف ممالک میں مذہبی اقلیتیں آباد ہیں، مغربی ملکوں میں یہ بات وسیع تر تناظر میں تسلیم کی گئی ہے کہ ہر ایک فرد کو مذہبی آزادی حاصل ہونی چاہئے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دنیا میں مذہبی منافرت نے کئی طرح کے مسائل کو جنم دیا ہے۔ مذہبی تعصّبات نے سماجوں کے اندر تناؤ اور ٹکراؤ کی صورت حال کو پیدا کیا ہے۔ مذہبی تناؤ پر قابو پانے کے لئے اسکول اور اساتذہ کے رول کو نہایت ہی اہم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کا دارومدار سرکاروں کی تعلیمی پالیسیوں اور عمل درآمد کے طریقہ کار پر ہے۔ مذہبی اقلیت کے مسائل کے ایک پہلو کی جانب توجہ مرکوز کرتے ہوئے ماہرین اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مذہب کی بنیاد پر اکثریت اور اقلیت کی شناخت اور پہچان، مذہب، عقیدہ، طریقہ، عبادت، رسوم ورواج تہواروں، نیز فنِ مصوری اور فنِ تعمیر کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ مذہبی اقلیت کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ اُن کا مذہب، عقیدہ، رسوم ورواج، روایات اور تہوار محفوظ رہے۔ اکثریت مذہبی برتری کی نفسیات کے نکتہ نظر سے مذہبی اقلیتوں کی پالیسی سازی میں اُن کی شمولیت کے بارے میں تحفظات رکھتے ہیں۔ نتیجے میں تفاوت، امتیاز، عدم مساوات وغیرہ قسم کے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔ ہندوستان اقلیتوں کا دیش ہے، اُن سب کے اپنے اپنے مسائل ومشکلات اور شکایات ہیں۔ معروف ماہر سماجیات پروفیسر ٹی کے اُومن کے مطابق ہندوستان کی مذہبی اقلیتوں کو تین مختلف حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے اور اسی لحاظ سے ان کے مسائل کی نوعیت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ اول احتجاجی مذاہب، جین ازم، بدھ ازم اور سکھ ازم، دوم نقل مکانی یا تارکین وطن کے مذاہب جیسے یہودیت، پارسیت اور بہاہیت، سیوم وہ مذاہب جو باہر سے آکر ہندوستان میں متعارف ہوئے جیسے اسلام اور عیسائیت۔

ہندوستانی سماج کے تعلق سے یہ بات بہت ہی دلچسپ ہے کہ ہندو دھرم جو ہندوستان کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس کے ایک بہت بڑے حصے جنہیں دلت کہا جاتا ہے، ذات پات کی بنیاد پر اُن کے ساتھ امتیاز اور تفریق برتا جاتا ہے۔ اگرچہ اُن کے لئے سرکاری ملازمتوں اور تعلیمی اداروں وغیرہ میں تحفظات کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

دنیا میں قیام مذہبی اقلیتوں کی شکایات کا تجزیہ مختلف تناظرات میں کیا جاتا ہے، جیسے i. آئینی حیثیت(Constitutional Status) ii. ثقافتی شناخت (Cultural Identity) iii. سماجی اور معاشی حیثیت (Socio-Economic Status)۔ ان پیش نظر تناظرات کی روشنی میں عالمی سطح پر اقوام متحدہ کے دستور اور آئین ہند میں وضاحت کے ساتھ مذہبی اقلیتوں کے تحفظ، اُن کی شناخت کے علاوہ کئی طرح کی سہولیات Provisions کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ عالمی انسانی حقوق کے اعلامیے کی دفعہ 18 میں مذہبی اقلیتوں کے بارے میں اس طرح صراحت کی گئی ہے۔

”ہر ایک کو حق حاصل ہے، سوچ (Thought)، ضمیر (Conscience) اور مذہب (Religion) کا۔ اس حق میں شامل ہے تبدیلی مذہب او رعقیدہ، ایک فرد یا تو اکیلے یا اپنی برادری کے ساتھ مخفی یا اعلانیہ طور کرسکتا ہے اور اپنے عقیدے اور مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کرسکتا ہے“۔

اقوام متحدہ کے شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی مشاق کی دفعہ 27 میں مذہبی اقلیتوں کے بارے میں یوں کہا گیا ہے:

''اُن ریاستوں میں جہاں نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتیں رہتی ہیں، اُن اقلیتوں سے متعلق اشخاص کو اپنے طبقہ کے دیگر افراد کے ساتھ مل جل کر اجتماعی طور پر اپنے کلچر سے استفادہ کے حق سے محروم نہ رکھا جانا چاہئے''۔

25 رنومبر 1981: عالمی اعلامیہ کی دفعات 1 تا 8 میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق، اُن کی سلامتی، اُن کے ساتھ امتیاز برتنے اور دیگر مسائل پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس اعلامیہ میں جو اہم بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ مذہبی تفریق اقوام متحدہ کے دستور کی خلاف ورزی ہوگی اور اس کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی (Human Rights Voilation) قرار دیا جاسکتا ہے۔ ساری ریاستیں امتیازات (Discriminations) کے کسی بھی طریقہ کے خاتمے کے لئے موثر اور اثر انداز اقدام اُٹھائیں گے۔ ممبر ممالک قانون سازی کے ذریعے سے مذہبی امتیازات کو روک سکتے ہیں، والدین اور سرپرست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق بچوں کی تربیت اور نشوونما کریں۔ تعلیمی اداروں میں مذہب کے نام پر کسی بھی قسم کے امتیاز سے لازماً پرہیز ہونا چاہئے۔ تعلیمی اداروں میں ایک بچے کی پرورش اور نشوونما، مفاہمت رواداری اور دوستی کے ماحول میں ہونی چاہئے۔ امن، بھائی چارہ، مذاہب کا احترام کے پس منظر میں عوامی فلاح و بہبود کے تصور کو فروغ دینا چاہئے۔

16 ردسمبر 1992 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک مذمتی قرارداد میں مذہب کے نام پر انسانی نسل کشی کی زبردست مذمت کی گئی اور ممبر ملکوں کو مذہبی اقلیتوں، تیئں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کر دیا گیا۔

آئین ہند میں عمومی طور پر اپنے شہریوں کو برابری کی بنیاد پر اُن کے شہری حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے اور خصوصی طور پر اقلیتوں کے حقوق کے تعلق سے بات کی گئی ہے۔ دفعہ 25، 26، 27 اور 28 میں سارے شہریوں کے لئے کسی بھی امتیاز اور تفاوت کے بغیر اُن کے مذہبی حق کو تسلیم کیا گیا۔ اِن دفعات کے مطابق ہر شہری کو ضمیر کی آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر چلنے، عمل کرنے اور پرچار کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہر ایک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ مذہبی اور خیراتی ادارے قائم کر سکتے ہیں۔ کسی حکومتی ادارے کے ذریعے سے کسی مذہب کا پرچار نہیں کیا جاسکتا۔

1.5.2 لسانی اقلیت

زبان ایک قوم، خطے، ملک، گروہ یا طبقے کی پہچان ہوتی ہے۔ زبان تہذیب و تمدن کی ترجمان ہوتی ہے۔ زبان کے ساتھ عوام کا جذباتی رشتہ اور لگاؤ ہونا ایک فطری بات ہے۔ انسان کو خدا نے نفسِ ناطقہ سے سرفراز کیا ہے۔ یہ نطق یا زبان ہی ہے جس کی وجہ سے ہی انسان کو مخلوقاتِ عالم میں عزت و شرف حاصل ہے۔ مادری زبان کے رول اور اس کے تعلیمی مضمرات Educational Implicaitons کو ماہرین تعلیمات نے کسی ابہام کے بغیر تسلیم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ زبان کے ساتھ لوگوں کا ایک جذباتی اور قلبی تعلق ہوتا ہے، اس وجہ سے زبان کے مسئلہ کو ایک نازک اور حساس مسئلہ مانا گیا ہے۔ دنیا کی تاریخ اور خاص کر برصغیر کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ زبان کی بنیاد پر کئی سیاسی تحریکیں وجود میں آگئی۔ یہ بنگلہ زبان کی تحریک ہی تھی جس کے نتیجے میں بلآخر سابق مشرقی پاکستان کی جگہ ایک آزاد ملک بنگلہ دیش کے نام سے 1971 میں وجود میں آیا۔ خود ہندوستان میں 1956 میں فضل علی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں کئی ریاستیں زبانوں کی بنیاد پر معرض وجود میں لائیں گئی۔

مختلف خطوں اور ممالک میں لسانی اقلیتیں پائی جاتی ہیں۔ اقلیتوں کے یہاں زبان اجتماعی شعور، اُن کے تحفظ، بقا اور آپسی اتحاد کی علامت کے روپ میں جانی جاتی ہیں۔ یہ اتحاد اور اتفاق، اکثریتی زبان بولنے والے اپنے لئے ایک چیلنج تصور کرتی ہیں۔ نتیجے کے طور پر لسانی اقلیتوں کے لئے کئی طرح کے مسائل اور مشکلات جنم لیتے ہیں۔ مذہبی اقلیتوں کی طرح لسانی اقلیتیں بھی اپنی شناخت اور تشخص کے بارے میں متفکر رہتی ہیں۔ معاشرتی اور معاشی طور اپنے آپ کو کمزور، محروم اور ماتحت سمجھتے ہیں۔ تفریق اور امتیاز والے ماحول میں ان کے یہاں بہت سے شکوک و شبہات اور خدشات جنم لیتے ہیں۔ اقلیتوں کی ہمیشہ یہ

خواہش رہتی ہے کہ اُن کی زبان کو کسی بھی طرح سے محفوظ رکھا جائے اور کسی بھی طرح نئی نسل کو اپنی مادری زبان سے روشناس کرائیں۔لیکن دوسری جانب اکثریت کی یہ کوشش رہتی ہے کہ ایک یا دوسرے بہانے اقلیت پر اپنی زبان تھوپنا Impose چاہتے ہیں۔تاریخ گواہ ہے کہ طاقت اور اقوام کی بھی یہی پالیسی رہی ہے کہ اپنے زیر دست اقوام پر اپنی زبان تھوپنا چاہتے ہیں۔یہ مخصوص ذہنیت ہمیں میکالے منٹ (Maculay's Minute) کی سفارشات سے جھلکتی ہیں کہ انگریزوں نے اپنی قوت کے بل پر انگریزی زبان کے فروغ کے لئے ہندوستان میں راستے ہموار کئے۔جب کہ ہندوستان کی کلاسیکی اور مقامی زبانوں بشمول سنسکرت، عربی اور فارسی کے بارے میں اُن کا رویہ سراسر متعصبانہ تھا۔تاج برطانیہ نے ہندوستان میں انگریزی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دیا۔اپنی لسانی پالیسی اور تعلیمی پالیسی کی روشنی میں برطانیہ سرکار نے نہ صرف اس ملک کی لسانی حقیقت (Linguistic Reality) کو بہت حد تک تبدیل کر دیا بلکہ مستقبل کے لئے نئے لسانی مسائل کو بھی جنم دیا۔

ہندوستان ایک وسیع ہمہ لسانی (Multi lingual) ملک ہے۔قدیم زمانے سے یہاں زبان کی آموزش (Instruction) کو جامع تعلیم کے مترادف سمجھا جاتا تھا کیونکہ زبان کو بیک وقت مذہب کے حوالے سے تقدس اور پاکیزگی کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔دورِ جدید میں اگرچہ تعلیم کی تعریف میں تبدیلی آئی ہے، لیکن اس کے باوجود زبان کی اہمیت، افادیت اور معنویت اپنی جگہ قائم ہے۔چونکہ زبان کسی فرد، گروہ یا قوم کے تہذیب وتمدن کی آئینہ دار ہوتی ہے۔اس لئے کہا گیا ہے ایک انسان جتنی زبانوں سے واقفیت رکھتا ہے، اُتنی ہی اُس کی شخصیات ہوتی ہیں۔زبان کے مضمرات پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک ماہر کہتا ہے۔

"Who are good in languages are good in all other subjects and those who fail in language, fail every other subject".

''جو زبان دانی میں اچھے ہوتے ہیں، واقعی دوسرے مضامین میں بھی اچھے ہوتے ہیں، جو زبان میں ناکام رہتے ہوں، دیگر مضامین میں بھی ظاہر ہے ناکام رہتے ہیں''۔

ہندوستان کے عصری لسانی منظرنامے کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں، ایک خاص تصویر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے۔یہاں زبانوں کی ایک دلچسپ رنگا رنگی پائی جاتی ہے۔جو شاید دنیا کے کسی دوسرے ملک یا خطے میں پایا جاتا ہو۔ایسی روایات کا سرمایہ موجود ہے۔چنانچہ آئین ہند کے آٹھویں شیڈول میں دفعات (1)344 اور 351 کے تحت اکثریت اور اقلیت سے تعلق رکھنے والی زبانوں جن کی تعداد 22 ہے شامل کیا گیا ہے۔اُن میں سنسکرت، ہندی، اردو، بنگالی، گجراتی ، کنڑ، ملیالم، تامل، تلگو، کشمیر، سندھی، کونکنی وغیرہ شامل ہیں۔

آئین کی دفعات 347، 346، 345 میں صوبائی سطح کی علاقائی زبانوں سے متعلق وضاحتیں شامل کی گئی ہیں۔اس سلسلے میں حکومت نے ایک اہم قدم اُٹھاتے ہوئے گزشتہ صدی کی پانچویں صدی میں اسکولی تعلیم کے ثانوی سطح پر ایک ساتھ تین زبانیں پڑھانے کا فیصلہ لیا۔جو بعد میں سہ لسانی فارمولہ کے طور پر مشہور ہوا۔

آئین کی مختلف دیگر دفعات میں اقلیت کی زبانوں کے تحفظ اور ترقی کی بات کی گئی ہے۔دفعہ 30 میں کہا گیا ہے کہ اقلیتوں کو حق حاصل ہے کہ اپنی زبان کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اس کے ذریعے تعلیمی ادارے قائم کرسکتے ہیں اور سرکاری کسی قسم کا بھید بھاؤ نہیں برتے گی۔دفعہ 350A میں بتایا گیا ہے کہ مادری زبان کی آموزش میں ہر ایک صوبہ یا مقامی انتظامیہ ابتدائی تعلیمی سطح پر وہ تمام سہولیات فراہم کرے گا، جیسے لسانی اقلیتی طبقات کو فائدہ پہنچے اس سلسلے میں صدر جمہوریہ موافق سہولیات کی فراہمی کے لئے ہدایات (Directions) جاری کرسکتے ہیں۔

قومی تعلیمی پالیسی NPE, 1986 میں لسانی اقلیتوں سے متعلق جو حکمت وعملی ترتیب دینے کی بات کی گئی ہے، اس میں کہا گیا کہ لسانی اقلیت سے وابستہ معلمین (Teacher) کو کسی تاخیر کے بغیر تعینات کیا جانا چاہئے۔اس ضمن میں ضلع کلکٹرس کو اختیارات تفویض کرنے کی بات کی گئی ہے۔صوبائی

سرکاریں اقلیتی زبانوں میں درسی کتابوں کی فراہمی کے لئے اقدامات اُٹھائیں گے۔ مزید اقلیتی زبانوں سے تعلق رکھنے والے معلمین کی مسلسل تربیت کا اہتمام کیا جانا چاہئے تاکہ وہ عصری صلاحیتوں سے ہم آہنگ ہوں۔

1.5.3 نسلی اقلیت

تاریخ کے حالات وواقعات اور حادثات اس بات کے گواہ اور شاہد ہیں کہ بعض انسانی گروہوں اور طبقات سماج کے اندر نسلی برتری اور بالادستی کے خواہش مند رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسرے نسلی گروہوں اور خاص کر نسلی اقلیتوں پر اُنہیں عظمت اور فوقیت حاصل ہو جائے۔ یہ طبقات رنگ و نسل اور پیدائش کی بنیاد پر ایک اعلیٰ مقام اور مرتبے پر فائز ہونے کے متمنی ہوتے ہیں۔ بطور جواز یہ گروہ نسلِ امتیاز کے حق میں من گھڑت خیالات اور تاویلات پیش کرتے رہتے ہیں۔ جسمانی ساخت، رنگ، خاندانی پس منظر کے لئے توارث (Heridity) کو معیار اور کسوٹی کے طور پر پیش کرتے ہیں اور خود کو پیدائشی طور پر دوسروں سے برتر اور افضل قرار دیتے ہیں۔ نسل امتیاز کے قائل لوگ جسمانی ساخت رنگ روپ اور پیدائش کو انسانوں کے برتاؤ (Behaviour)، میلان (Aptitude)، صلاحیتوں (Capacities)، شخصی خصوصیات (Personality Traits) اور عمومی کارکردگی (General Performance) کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہندوستان میں ذات پات اور دیگر ملکوں خاص طور پر مغربی ملکوں میں رنگ و نسل کے تفاوت و امتیاز کو بحیثیت مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ چونکہ نسلی برتری کا تصور بجائے خود ایک غیر انسانی تصور ہے۔ ظاہر ہے سماجوں کے اندر تناؤ، ٹکراؤ، تشدد اور مسلسل مقابلہ آرائی اور تصادم کے لئے مواقع موجود رہتے ہیں۔ نسلی برتری کی نفسیات میں مبتلا گروہ اور لوگ وقت وقت پر دوسرے رنگ اور نسل اور خاص کر نسلی اقلیتوں پر مظالم ڈھاتے رہتے ہیں۔ ایک زمانے میں کالے رنگ کے غلاموں کو بازاروں اور منڈیوں میں لاکر اُن کی جانوروں کی طرح خرید و فروخت ہوا کرتی تھی اور سماج کے اعلیٰ اپنی تفریح طبع کے لئے ان کا بے رحمی کے ساتھ استحصال کیا کرتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے اپنے آخری خُطبے جو حجۃ الوداع کے نام سے جانا جاتا ہے کسی ابہام کے بغیر نہایت صراحت کے ساتھ نسلِ امتیاز کو یہ کہتے ہوئے مسترد کیا تھا ''کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر، کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری یا فضیلت نہیں۔ سارے انسان ایک آدم وحوّا کی اولاد ہیں۔ انسان کی رفعت وعظمت کی کسوٹی صرف اُس کی نیکی اور پرہیزگاری ہے''۔

لفظ Ethnic یونانی زبان سے متعلق ہے اور اس کی اصل Ethonos بتایا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے لوگ، نسل، قوم وغیرہ۔ ماہرین سماجیات کے مطابق نسلیت کا علم کا وجود اور علم انسانی تعلقات کے قیام سے بہت پہلے تھے اور اس کو بعد میں ادارہ جاتی شکل دی گئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نسلی برتری اور بالادستی کے لئے بعض خود ساختہ معیارات وضع کئے گے جیسے:

i. توارث (Heridity) ایک معیار (Criteria) ہے نسلی برتری کے لئے۔

ii. حیاتیاتی افتراق (Biological Differences) ایک کسوٹی ہے۔ نسل امتیاز کا یہ انسانوں کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہوئے انسانوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرتا ہے۔

iii. حیاتیاتی پس منظر ہی انسانوں کے مابین اُن میں پائی جانے والی صلاحیتیں (Capacities)، برتاؤ (Behaviour) اور کارکردگی (Performance) کا تعین کرتا ہے۔

بعض ماہرین سماجیات جیسے ابن خلدون کے مطابق نسلی وجود (Ethnic Existence) کا تعلق انسان کے توارث یا حیاتیاتی پس منظر سے نہیں ہوتا ہے۔ یہ دراصل ماحولیاتی اور موسمیاتی حالات ہیں، جو انسان کے درمیان اُن کے جسمانی وجود کے بعض عوامل جیسے لمبائی (Hight) خلیہ (Shape)، حجم (Size)، رنگ (Colour) وغیرہ کا تعین کرتا ہے۔

دیگر ماہرین سماجیات کے نزدیک نسلی اقلیت لوگوں کے ایک ایسے گروہ کا نام ہے جو رنگ، نسل، قوم، مذہب اور ثقافت میں الگ اور مختلف پہچان رکھتے ہیں اور اکثریتی گروہوں اور طبقات کے برعکس پس ماندہ اور معاشی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔ ایک ماہر سماجیات (Louis Writh) کے مطابق:

لوگوں کا ایک گروہ اپنی حیاتیاتی اور ثقافتی خصوصیات کی بنا پر سماج میں دوسروں سے الگ کیا جاتا ہے۔ اُن کے ساتھ نابرابری کا سلوک کیا جاتا ہے اُنہیں یہ احساس ہوجاتا ہے کہ اُن کے ساتھ منظّم طریقے پر اجتماعی امتیاز (Collective Discrimination) برتا جاتا ہے۔ بالآخر نسلی اقلیت (Ethnic Minority) کے ذیل میں آجاتے ہیں۔

دنیا کے اندر نسل امتیاز کے پیش نظر ملکوں اور سماجوں میں نسلی کش مکش اور ٹکراؤ دیکھنے کو ملتا ہے اور ٹکراؤ سیاسی جھگڑے (Political Conflict) میں بدل جاتا ہے۔ اس کی ایک افسوس ناک مثال گزشتہ صدی کی آخری دہائی میں بوزنیہ میں دیکھنے کو ملی جس نے ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ نسل امتیاز تشخص کا بحران (Indentity Crises) کو جنم دیتا ہے۔ بعض جگہوں میں اس کو مذہب، قانون، فن، موسیقی، زبان وادب اور رسوم ورواج سے بھی جوڑا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہندوستان میں دلت ادب (Dalit Literautre) کو بہت فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

دنیا کے مختلف علاقوں میں رہنے والی نسلی اقلیتیں اپنی بقا اور شناخت کے بارے میں بہت حساس دکھائی دیتے ہیں اور اپنی ساری خصوصیات جو اُن کی شناخت کو ورثا تا ہے کہ بارے میں متفکر رہتے ہیں۔ لیکن یہ بات مشاہدے میں آجاتی ہے کہ ایسے بہت سے ممالک ہیں، جہاں حکومتوں نے اپنے یہاں آباد اقلیتوں کو سیاسی طور پر مضبوط بنانے کے لئے اور اُن کے اندر اعتماد پیدا کرنے کے لئے آئین کے اندر کچھ مخصوص سہولیات (Specific Provisions) کو شامل کیا ہے۔ اس ضمن میں سنگاپور میں آباد ملایا اقلیت سے وابستہ ایک خاتون سیاستدان حلیمہ یعقوب کو ملک کا صدر بنایا اور یہ اُس ملک کی پہلی خاتون صدر ہوں گی۔ اسی طرح لندن شہر کے میر (Mayor) اور کنیڈا میں ایشیائی نسل سے وابستہ اقلیتی لوگوں کو اہم سیاسی اور انتظامی عہدوں پر اُن کا تقرر کیا جاتا رہا ہے۔

دور حاضر میں نسل امتیاز کے حوالے سے جو نسلی تناؤ مختلف ملکوں میں پایا جاتا ہے عالمی امن اور سلامتی کے لئے زبردست خطرہ بنا ہوا ہے۔ اس وقت فلسطین، شام، عراق، میانمار، افریقہ اور یورپ کے کئی ملک میں اس تعلق سے انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں اور ظالم قوتوں پر نہتے لوگوں پر کیمیائی ہتھیار تک کے استعمال کرنے کے الزامات لگ رہے ہیں۔ نسل کشی (Genocide) تارکین وطن اور پناہ گزینوں کے مسائل نئے انداز اور نوعیت کے روپ میں سامنے آرہے ہیں۔ ساری عالمی برادری بشمول اقوام متحدہ اور حقوق انسانی کی جملہ تنظیمیں نسل امتیاز اور نسل کشی کے موجودہ صدمہ خیز منظرنامے پر اپنے قول وفعل کے ذریعے اپنی تشویش کا برابر اظہار کر رہے ہیں۔ نسل امتیاز کے شکار انسانوں کے تحفظ کے لئے بھی اقدامات اُٹھا رہے ہیں۔

1.5.4 تمدنی اقلیت

سماج میں آباد لوگ چاہے اُن کا تعلق کثریت یا اقلیت سے ہوتا ہے، اپنا ایک تمدنی پس منظر رکھتے ہیں۔ فرد اور سماج کی تہذیب یافتگی، فکر وشعور، اقدار وکردار کا ماخذ ومنبع (Source) تمدن (Culture) ہی ہوا کرتا ہے۔ اسی لئے تمدن کو سماجی ورثہ (Social Heridity) بھی کہا گیا ہے۔ کیونکہ تمدن کی ترسیل ایک سماجی گروہ ہی کے ذریعہ عمل میں آتی ہے۔

لفظ تمدن (Culture) کا تعلق لاطینی زبان کے لفظ Cultus سے ہے۔ جس کا مطلب ہے (Care and Cultivate) یعنی دیکھ بھال اور پرورش کرنا۔ تمدن فروغ دیتا ہے ایک طرز زندگی، اخلاق وعادات، زبان وادب، شعور وشائستگی کو۔ تمدن پیدائشی نہیں بلکہ اکتسابی ہوتا ہے۔ تمدن ایک مسلسل محرکہ کا نام ہے جس کے طفیل سماجیانہ عمل (Socialisation) جاری وساری رہتا ہے۔ اس کی منتقلی نسل درنسل ہوتی رہتی ہے۔

تمدن سماج کی بنیادی خصوصیات کی تشکیل اور تحفظ میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تمدن جامد نہیں محترک ہوتا ہے۔ تمدن کی تخلیقیت اور ترقی کا مدار سماجی تبدیلیوں سے نتھی ہوتا ہے۔ سماج کے اندر نہ صرف ایک فرد اپنے بزرگوں کے تمدنی ورثے پر عمل پیرا ہوجاتا ہے۔ بلکہ وقت وقت پر سماجی تغیرات کی روشنی میں ردوقبول کے نتیجے میں بعض خوشگوار چیزوں کو اپنے تمدن میں شامل کرانے کی بھی خواہش رکھتے ہیں۔ ماہرین سماجیات کے مطابق ’’تمدن (Culture) کی اصطلاح کسی طبقے کی تمام سرگرمیوں اور دلچسپیوں کا احاطہ کرتی ہے‘‘۔

محولہ بالا تناظر میں یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ تمدن یا ثقافت کے ساتھ اکثریت، اقلیت، طبقات یا گروہ کا بنیادی تعلق ہوتا ہے۔ تمدن ان کی پہچان اور شناخت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ایک انسان کی اجتماعی زندگی کا نہایت حساس ترین پہلو ہوتا ہے تو لازماً اس کے تحفظ و بقا دراصل اُس کے وجود (Existance) کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے تمدنی اقلیتیں (Cultural Minorites) زیادہ ہی حساس ہوتی ہیں۔ اقلیتوں کا اپنے تمدن کے ساتھ جذباتی لگاؤ ہونا ایک فطری بات ہے۔ کیونکہ یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ تمدن کے ذریعے ہی سے اقلیتیں اپنی پہچان (Identification) نیز اپنی جذباتی، فکری، تخلیقی اور جمالیاتی شعور کو جلا اور استحکام بخش سکتے ہیں۔ تمدنی اقدار اور روایات کی برقراری اور طرز زندگی کو بہتر بنانے میں تعلیم کا رول نہایت ہی اہم ہے۔ اسی لئے چاہئے کہ عالمی سطح اور قومی سطح پر اقلیتوں کے حصول تعلیم پر خاصا زور دیا گیا ہے۔ تا کہ اُن کے ساتھ وابستہ تمدن و ثقافت کے تحفظ کو ممکن بنایا جا سکے۔ اس سلسلے میں اقلیتوں میں پائے جانے والے فکر و تشویش اور شکوہ و شکایت کو جائز اور واجب بتایا گیا۔ ماہر سماجیات (Louis Writts) اقلیتوں کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

''لوگوں کا ایک گروہ اپنی حیاتیاتی (Biological) اور ثقافتی (Cultural) خصوصیات کی بنا پر سماج دوسرے لوگوں کے مقابلے میں الگ تصور کیا جاتا ہے۔ اُن کے ساتھ عدم مساوات برتا جاتا ہے۔ اس طرح اُنہیں یہ احساس ہو جاتا ہے کہ اُن کے ساتھ منظّم طریقے پر اجتماعی طور تمدنی امتیاز و تفاوت (Cultural Discrimination) روا رکھا جاتا ہے اور آخر کار نسلی اقلیت کے ذیل میں جاتے ہیں''۔

متذکرہ تجزیے کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تمدن و ثقافت بجائے خود ایک اہم عنصر Factor ہے جس کی وجہ سے تعداد میں کم اور طاقت و قوت میں کمزور سماجی گروہوں اور طبقات کو امتیاز کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اُن کے تمدنی روایات میں دخل اندازی کی کوشش کی جاتی ہے۔

دنیا کے جداگانہ ملکوں اور متنازعہ علاقوں میں تمدنی اقلیتوں کو اپنی منفرد شناخت اور پہچان کو بنائے رکھنے کے لئے اُنہیں کئی طرح کے مشکلوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس ضمن میں مسلسل جہد و جہد کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس میں عقیدہ، زبان اور فنون کے معاملات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

تمدن اور تمدنی ورثے کی حفاظت اور سلامتی کے لئے اقوام متحدہ نے بار بار اس جانب عالمی برادری کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ 25/نومبر 1981 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک متفقہ اعلامیہ کے دفعہ 4 میں تحفظ تمدن (Culture) کے متعلق کہا ہے۔

''ساری ریاستیں وہ سارے اقدامات اُٹھائیں گے جس سے اُن سارے امتیازات کو ختم کیا جا سکے، جو مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں اور ہر ایک اقلیت کی سماجی، معاشی، سیاسی اور تمدنی زندگی کا احترام ہونا چاہئے۔ ان امتیازات (Discriminations) کے تدارک کے لئے ریاست کو قانون سازی بھی کرنی چاہئے''۔

عالمی اجتماع برائے شہری اور سیاسی حقوق International Convenant for Civil and Political Rights (ICCPR) نے 1976ء میں اپنے ایک عالمی اعلامیے میں نمایاں طور پر اقلیتوں کے انفرادی حقوق کے تعلق سے بات کی ہے۔ اس اعلامیہ کے دفعہ 27 میں بتایا گیا ہے کہ ایک فرد کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی تمدنی زندگی (Cultural Life) کو برتے، اپنے روحانی عقیدے پر عمل پیرا ہو اور اپنی زبان میں دوسروں کے ساتھ اطمینان کے ساتھ گفتگو کرے۔ اقلیتوں کا تحفظ بہر صورت ممکن بنانا چاہئے خاص کر اُن جگہوں پر جہاں پر اُنہیں دھمکایا جاتا ہو۔ اور جہاں اکثریت اُن پر اپنی ثقافت، مذہب اور لسانی عقائد ٹھونسنا چاہتے ہوں۔

اقوام متحدہ کے ذیلی کمیشن نے 1990ء میں اپنے ایک مطالعے کے ذریعے سے دنیا کے سارے ممالک سے کہا ہے کہ وہ اقلیتوں کے مسائل اور اُن کی شکایات کا ایک پر امن اور تعمیری حل تلاش کرنے کی سعی کریں۔ اقلیتوں کے اندیشوں اور خدشات کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اُن کے ساتھ یکسان سلوک کیا جانا چاہئے اور ساتھ لسانی، تعلیمی اور تمدنی تکثیریت (Cultureal Pluralism) کو فروغ دیا جانا چاہئے۔

ہندوستان ایک خاص ہمہ تمدنی (Multi Cultural) ملک ہے۔ یہاں کی تمدنی روایات نہ صرف قدیم ہیں بلکہ یہاں کی اکثریت اور اقلیت دونوں سے جذباتی طور پر ان سے جڑے ہوئے ہیں۔ تمدنی تکثیریت کی وجہ سے ہندوستان کی دنیا میں ایک الگ پہچان ہے۔ یہ تمدنی رنگارنگی دراصل ہندوستان کی اصل روح (Spirit) ہے۔

اقلیتوں کی فکر وتشویش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آئین سازوں نے ہندوستان کے اندر اقلیتوں کو بعض خصوصی حقوق تفویض کرنے کی بات کی تا کہ اُن کی تمدنی شناخت قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ سماجی ومعاشی تبدیلی اور تحرک (Socio-economic mobility) کی جانب گامزن ہوں۔ اس لئے آئین کی دفعہ 29 کے تحت اقلیت کے تمدنی سلامتی کے بارے میں اس طرح یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

''شہریوں کا کوئی بھی طبقہ جو ہندوستان کے کسی بھی حصے میں رہتا ہو اور اپنی مخصوص زبان (Language)، رسم الخط (Script) اور تمدن (Culture) رکھتے ہوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کو اپنے طریقے سے محفوظ رکھ سکیں''۔ ملک کے لئے آئین بنانے کے وقت آئین سازوں نے اقلیتوں کے لئے تمدنی اور تہذیبی حق کو نہایت وسعت اور وضع داری کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بلکہ پرسنل لاز کو بھی اس کے اندر شامل کیا ہے۔ ممتاز ماہر قانون ڈاکٹر طاہر محمود نے ملک میں موجودہ پرسنل لاز کی درجہ بندی کی ہے۔ ان کی تعداد 11 ہے۔ ان 11 گروپس کے علاوہ آئین کی دفعات 371، 244 (الف، ب، ج) اور آئین کے چھٹے شیڈول کی رو سے شمالی مشرقی ریاستیں ناگالینڈ، آسام، منی پور، میزورم کے قبائلی علاقوں کو جو خود اختیاری دی گئی ہے اس کے اندر شادی بیاہ، طلاق اور دیگر سماجی مسائل بھی شامل ہیں۔ ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ چھٹے شیڈول کے تحت ان ریاستوں کے بعض قبائلی ضلعوں کو خصوصی طور تمدنی خود اختیاری اور بعض دیوانی اور فوجداری مقدمات کے تصفیہ کے اختیارات بھی دیئے گئے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

(1) لسانی اقلیت سے کیا مراد ہے؟

(2) ہندوستان میں اہم مذہبی اقلیتیں کون سی ہیں؟

1.6 ہندوستان میں اقلیتوں کے مسائل

ہندوستانی اقلیتوں (Minorities) کی ایک منفرد اور متنوع آماجگاہ رہی ہے۔ یہاں کی تہذیب وثقافت، معاشرت ومعیشت، سیاست وریاست نیز تعلیم وتاریخ میں اقلیتوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں گراں قدر اور بیش قیمت اضافہ کیا ہے اور یہ سلسلہ لگاتار جاری ہے۔ ان کے باہم خوشگوار اشتراک، تعاون وآمیزش نے اس ملک کے اندر کثرت میں وحدت (Unity in Diversity) کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

جمہوریت اور سیکولرازم کے متفقہ نظریئے نے اس ملک کے اقلیتوں اور اُن کے مسائل کو نمایاں اور اُجاگر کرنے میں ایک موثر ماحول تخلیق کرنے میں مدد دی ہے اور آئین ہند اس تصور کی بھرپور تائید کرتا ہے۔ اس میں اقلیتوں کے لئے مختلف اصطلاحات (Terminologies) کو استعمال میں لایا گیا ہے۔ جیسے گروہ (Group) برداری (Community)، ذات (Caste) اور اقلیت (Minority)۔

ملکوں، خطوں اور علاقوں، جہاں اقلیتیں آباد ہیں اُن کے ساتھ مسائل ومشکلات بھی ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ ہندوستان میں اسی طرح اقلیتوں کے مسائل اور شکایات ہیں جن پر اکثر وبیشتر ذرائع وابلاغ کے حوالے سے بحث ومباحثے ہوتے رہتے ہیں۔

1.6.1 ہندوستان میں اقلیتوں کے مسائل۔ تاریخی پس منظر

ہندوستان میں برطانوی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی قانون سازی کا باضابطہ سلسلہ شروع ہوا۔ ساتھ ہی اقلیتوں خاص کر اس دیش کی سب سے بڑی اور بااثر اقلیت مسلمانوں نے اپنے مسائل کے حوالے سے نمائندگی شروع کی۔ پروفیسر مشیر الحسن کے مطابق ہندوستان میں اکثریت اور اقلیت کے

مطالبات اور مباحث کا سلسلہ اُنیس ویں صدی کی آٹھویں دہائی میں شروع ہوا جب انڈین نیشنل کانگریس نے حکمرانی (Governance) میں حصہ داری کا مطالعہ کیا۔ نتیجے کے طور پر شمالی ہندوستان کے مسلمان زعما (Elite) نے مسلمانوں کے مفادات کی بحیثیت اقلیت تحفظ کی بات کی۔ ان اکابرین میں سرسید احمد خان اور سر آغا خاں پیش پیش تھے۔ 1906ء میں اُس وقت کے گورنر جنرل لارڈ منٹو کے ساتھ سر آغا خاں کی قیادت میں شملہ میں اُن سے ملاقات کے دوران ایک یاداشت پیش کی۔ 1935ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں کئی طرح کی سہولیات اقلیتوں کے لئے رکھی گئیں۔ اسے قبل 1928ء میں کانگریس پارٹی کی جانب سے پنڈت موتی لعل نہرو کی رہنمائی میں بنائی گئی کمیٹی جو بعد میں نہرو کمیٹی کے نام سے مشہور ہوئی نے اپنی رپورٹ میں اقلیتوں کے حقوق تذکرہ کیا۔ اس رپورٹ میں کہا گیا:

''باہم دیگر بدگماں لوگوں کے درمیاں چند تحفظات کی ضرورت ہے اور اس بات پر زور دیا گیا کہ ہم تمام فرقوں کے اندر اُن کے مذہبی اور تہذیبی حقوق سے پورے طور سے استفادے کے احساس کو یقینی بنا ہی نہیں سکتے تا کہ اُن کے ان حقوق کو دستور کے بنیادی اصول میں شامل نہ کریں''۔

بعد ازاں کانگریس پارٹی نے دستوری تجاویز کے لئے جو سپرو کمیٹی قائم کی اُس نے 1945ء میں اپنی رپورٹ میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دستور کے بنیادی حقوق کے حوالے دینے کی بات کی گئی:

> ''ہماری رائے میں بنیادی حقوق کو مرتب کرنا صرف اس لئے بھی ضروری ہے کہ قانون ساز اداروں، انتظامیہ او عدلیہ کے لئے ایک معیارِ عمل فراہم ہو سکے''۔

پروفیسر سی ایل نندہ اس سلسلے میں صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک جمہوری ملک میں اقلیتوں کے لئے بنیادی حقوق کی ضمانت ضروری ہے۔ ورنہ ایک طاقتور اکثریت اپنے ذاتی مفادات اور اقتدار کی ہوس میں اقلیتوں کو اُن آزادیوں سے محروم کر سکتی ہے۔ جب کہ پارلیمانی نظام میں اکثریتی پارٹی کو یہ موقع ملتا ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق قوانین بنا سکتی ہے''۔

ہندوستان میں اقلیت اپنی نوعیت میں (Monolithic) نہیں ہے بلکہ یہاں مختلف مذہبی، لسانی، تمدنی اور ذات برادری میں منقسم اقلیتیں آباد ہیں۔ سرکاری طور پر جن گروہوں کو اقلیت کا درجہ دیا گیا ہے، اُن میں مسلمان، عیسائی، سکھ، بودھ، جین اور پارسی شامل ہیں۔

اس ملک میں آباد اقلیتوں کو جو خاص مسائل درپیش ہیں اُنہیں ذیل کے نکات میں بیان کیا جاتا ہے۔

i. مذہب اور عقیدہ کے تحفظ کے مسائل۔
ii. مادری زبان کے تحفظ اور ترقی کے مسائل۔
iii. تعلیمی اخراج (Educational Exclusion) کے مسائل۔
iv. سرکاری اور تعلیمی اداروں میں تحفظات (Researvations) کے مسائل۔
v. فوج اور نیم فوجی اداروں اور پولیس میں آبادی کے تناسب کے مطابق نمائندگی۔
vi. پالیسی ساز اداروں میں اقلیتوں کی مناسب نمائندگی۔
vii. معاشی بااختیاری (Economic Empowerment) کے مسائل۔
viii. فرقہ پرستی کے تعلق سے امن وسلامتی کے مسائل۔
ix. پرسنل لاء کا تحفظ۔
x. وقف املاک پر ناجائز قبضہ اور موجودہ املاک کا تحفظ کے مسائل۔
xi. قبرستانوں پر سماج دشمن عناصر کا ناجائز قبضے کے مسائل۔

1.6.2 مسلم اقلیت

مسلمان ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت ہے۔اتنی بڑی اقلیت دنیا کے کسی بھی ملک میں آباد نہیں ہے۔مسلمان اس ملک میں صدیوں سے آباد ہیں۔اس طبقے میں ایک رنگارنگی اور وضع داری دکھائی دیتی ہے۔یہ طبقہ ہندوستان کے تمام حصوں میں پھیلا ہوا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ کو متنوع اور ہمہ جہت بنانے میں مسلمانوں نے قابل فخر کارنامے انجام دیئے ہیں۔فنون لطیفہ میں مسلمانوں کی بیش قیمت دین نے اس دیش کو گنگا جمنی تہذیب کے نام سے ہمکنار کر دیا۔تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلمان علما،صوفیا،شعرا،فن کاروں،موسیقاروں اورفنِ تعمیر کے ماہروں نے ہندوستان کا نام ساری دنیا میں روشن کیا۔تاج محل ،دستِ ہنر کی ایک ایسی لاجواب تخلیق ہے کہ اب تک سات عجائبات عالم میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ہندوستان کی تحریک آزادی میں مسلمان علما، دانشوروں، صحافیوں اور دوسرے لوگوں نے عظیم قربانیاں پیش کیں ہیں۔معاصر ہندوستان میں مسلمان اقلیت زندگی کے مختلف شعبوں میں قابل تعریف کارنامے انجام دے رہے ہیں۔

اس بات پر سبھی کا اتفاق ہے کہ مسلمان اقلیت اس ملک میں مجموعی طور پر تعلیمی اور معاشی اعتبار سے بہت پسماندہ ہیں۔اس ضمن میں سچر کمیٹی نے ایک منظّم اور بغائر کاوش سے مسلمانوں کے بارے میں موجود اعداد وشمار کو جمع کرنے کا کام نہایت ہی عرق ریزی کے ساتھ انجام دیا اور اس کو منظر عام پر لانے میں ایک نمایاں خدمت انجام دی۔اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ تعلیم اور روزگار میں مسلمان درج فہرست ذاتوں اور قبائل سے پیچھے ہیں۔کیونکہ ان دوطبقات کو تعلیم اور روزگار میں زیادہ سے زیادہ سہولیات حاصل ہیں۔حکومت ہند کی جانب سے سابق چیف جسٹس آف انڈیا جسٹس رنگاناتھ مشرا کی قیادت میں ایک کمیشن قائم کیا گیا۔کمیشن نے 2007ء میں وزیر اعظم ہند کو سفارشات (Recommendations) پیش کیں۔جس میں تعلیم اور روزگار (Education and Employment) میں 15% تحفظات (Researvation) دینے کی سفارش کی،مزید کمیشن نے یہ بھی سفارش کی کہ مسلمان اور عیسائی دلتوں کو درج فہرست ذاتوں کے ذمرے میں شامل کیا جائے۔

حکومت نے آئینی ذمہ اداریوں کی روشنی میں 40 ایسے اضلاع کی نشاندہی کی ہے جہاں مسلمانوں کی زیادہ آبادی پائی جاتی ہے۔لیکن ابھی تک تحصیلوں اور بلاکوں کی نشاندہی کرنا باقی ہے۔جہاں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔یہ محض اس لئے ضروری ہے تا کہ ان کی تعلیمی پسماندگی کو دور کیا جاسکے اور پروگراموں کے فوائد انہیں پہنچے جو اُن کے بااختیاری کے لئے ترتیب دیئے جاتے ہیں۔مسلمانوں کے تعلیمی مسائل پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے قومی نالج کمیشن (National Knowledge Commission) نے حکومت ہند کو 2007ء میں اپنے بصیرت افروز دستاویز میں مسلمان بچوں تک تعلیم کی رسائی کو ممکن بنانے کے لئے نئے سرے سے حکمت عملیاں وضع کرنے پر زور دیا ہے۔اور لکھا ہے:

''مسلم اکثریتی علاقوں پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے تا کہ تعلیمی اسکیموں کے عمل درآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔کچھ استثنا کو چھوڑ کر نچی سطح پر کم سے کم توجہ ان علاقوں پر دی جاتی ہے۔نتیجے کے طور پر ان علاقوں میں صرف چند سرکاری اسکول،لڑکیوں کے اسکول اوراعلیٰ تعلیمی ادارے پائے جاتے ہیں۔اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کمی کا فوری ازالہ کیا جائے۔مطلوب رقوم مہیا کر کے تعلیمی اداروں کو قائم کر کے لازمی اور بنیادی ڈھانچہ (Infrastructure) کو حصول تعلیم کے لئے مہیا رکھا جائے''۔

ہندوستان میں مسلم اقلیت کے سماجی، معاشی اور تعلیمی مسائل پر ماہرین نے اپنی تحقیق اور تجزیے کی روشنی میں اس بات کو نہایت سنجیدگی اور ذمہ داری سے اُجاگر کیا ہے کہ اگر مسلم برادری، داخلی طور پر تعلیمی ترقی کے لئے اقدامات اُٹھاتی ہے تو اُنہیں کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے سرکاری تائید اور اعانت کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں پروفیسر امتیاز احمد اپنے ایک معلومات اور مشاہداتی مضمون میں اس جانب نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اقلیتوں بالخصوص مسلم طبقے میں ازخود تعلیمی ترقی میں پیش قدمی (Initiative) کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت مختلف سطحوں پر مختلف طریقوں سے مدد فراہم کرسکتی ہے“۔

i. اقلیتی اداروں کو قائم کرنے اور تسلیم (Recognition) کرنے کے لئے طریقہ کار (Procedure) کو آسان کردینا چاہئے۔

ii. اقلیتی تعلیمی اداروں کے اندر معیار تعلیم Quality Education کو بہتر بنانے کے لئے ان میں تعینات معلمین کے لئے عصری تقاضوں سے موافق تربیتی پروگراموں کا انتظام کرنا چاہئے۔

iii. اقلیتی تعلیمی اداروں کو معقول بنیادوں پر تعلیمی ساز و سامان خریدنے کے لئے مناسب امداد فراہم کرنا چاہئے۔

iv. مسلم آبادی والے علاقوں میں تعلیمی اداروں کے قیام میں سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانا چاہئے۔

v. روزگار سے مربوط Job Oriented اور پیشہ وارانہ کورسز کو اقلیتی تعلیمی اداروں میں رائج کرانے میں خاص طور سے سہولیات کو ممکن بنانے کے لئے خاص اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے۔

vi. حد سے زیادہ غریب مسلم بچوں کو تعلیمی اداروں کی جانب راغب کرانے کی خاطر مالی معاونت کرنا نہایت ضروری ہے“۔

مسلمان بچوں کی ایک بڑی تعداد دینی مدارس کا رُخ کرتے ہیں۔ان روایتی دینی مدارس کی اصلاح سازی ایک توجہ طلب مسئلہ بن گیا ہے جس پر اب کئی سالوں سے بحث ومباحثہ ہورہا ہے۔ظاہر ہے مسلم سماج کے اعتماد، تعاون اور صلاح مشورے کے بغیر اصلاح سازی کا عمل کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔ اصلاح سازی کی نوعیت کیا ہونی چاہئے۔اس ضمن میں قومی نالج کمیشن (2007) نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ نہایت ہی معقول ہے۔کمیشن کا تجزیہ ہے:

”سچر کمیٹی رپورٹ کے مطابق 96% مسلم بچے Schooling کے لئے مدرسوں میں نہیں جاتے، فی الحقیقت، اگر مدارس کی جدید کاری واحد پالیسی ہے جس کے ذریعہ سے مسلم اسکولی بچوں کو جدید تعلیم تک رسائی ممکن بنانا ہے لیکن نتیجے کے طور کہیں نہ وہ اور مزید جدید تعلیم سے زیادہ دور اور الگ تھلگ نہ ہوجائیں“۔

مسلم اقلیت کا ایک اور اہم مسئلہ اُن کی مادری زبان اردو کا تحفظ اور ترقی ہے۔ہندوستان کی غالب مسلم آبادی اردو بولتے اور سمجھتے ہیں۔اس بارے میں وہ مسلسل اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبات پیش کرتے رہتے ہیں۔اردو ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کی آئینہ دار ہے۔گیسوے اردو کو سنوانے میں ہندو، مسلم، سکھ سبھی طبقوں کے لوگوں نے مخلصانہ خدمات انجام دیں ہیں۔اردو زبان کو قومی اتحاد و یکجہتی کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔تحریک آزادی کے دوران آزادی کے متوالوں نے اردو زبان کے نعروں اور نغموں سے برطانوی استعمار کی نیندیں حرام کی تھی۔اپنی مُدھرتا اور ساز و سنگیت سے معمور اردو زبان کو ممتاز ادیب اور نقاد پروفیسر گوپی چند نارنگ نے ہندوستانی زبانوں کا تاج محل قرار دیا ہے۔بیسویں صدی کی پانچویں دہائی تک اردو ہندوستان کی صرف چند ترقی یافتہ زبانوں میں شمار ہوتی تھی۔

حکومت ہند اور بعض ریاستی سرکاروں نے اردو زبان کی ترقی کے لئے کئی طرح کے عملی اقدامات اُٹھائے۔قومی سطح پر ایک ادارہ ”قومی کونسل برائے فروغ اردو“ کے نام سے قائم کیا۔یہ ادارہ اب 1996 سے اردو زبان کی ترقی کے لئے مصروف عمل ہے۔اردو کو جدید تعلیم وٹکنالوجی سے آراستہ کرانے میں یہ ادارہ مختلف نوعیت کے پروگرام چلا رہا ہے۔اردو زبان کی جدید خطوط پر ترقی و ترویج کو اُستوار کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے ایک اہم فیصلہ لیتے ہوئے شہر حیدرآباد میں ایک قومی سطح کی یونیورسٹی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے نام سے قائم کی ہے۔اس یونیورسٹی کی خاص بات یہ ہے کہ ملک کے کئی شہروں اور قصبہ جات میں اس کے مطالعاتی مراکز اور تعلیمی ادارے قائم کئے گئے ہیں، جن کا تعلق دونوں فاصلاتی اور باضابطہ طریقہ تعلیم سے ہے۔کئی ریاستوں اُترپردیش، بہار، دہلی اور تلنگانہ میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا ہے۔لیکن اس تعلیم سے عمل درآمد بہت کم دکھائی دے رہا ہے۔

اردو زبان کا سب سے اہم مسئلہ جس کی جانب تعین وقت کے تحت توجہ دینے کی بے حد ضرورت ہے۔ وہ ہے نئی نسل کی اردو خواندگی۔ اس سلسلے میں سرکاری اسکولوں میں اردو معلمین کی شدید کمی ہے۔ اساتذہ کی تقرری کے لئے لازمی طور پر ایک نظام الاوقات ترتیب دینے کی بے حد ضرورت ہے۔ اردو درسی کتابوں کی تیاری اور تعلیمی سیشن پر اُن کی فراہمی کو ممکن بنانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ سرکار کی جانب سے وقت وقت پر اردو زبان کے لئے تعمیر و ترقی کے جو بھی اقدامات اُٹھائے جاتے ہیں اُن کے خاطر خواہ نتائج حاصل کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اردو دان طبقے کے بچوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔

1.6.2 عیسائی اقلیت

عیسائی ہندوستان میں ایک ہزار سال سے زائد عرصے سے آباد ہیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے آمد اور بعد ازاں تاج برطانیہ کے زیرنگیں باضابطہ آجانے کے بعد ہندوستان میں عیسائی مذہب کے تبلیغ واشاعت میں کافی اضافہ ہوا۔ عیسائیوں کی مذہبی کتاب انجیل کی مقامی زبانوں میں تراجم ہوئے۔ عیسائی مشینری سارے ہندوستان میں پھیل گئے۔ چرچ تعمیر ہوئے اور جگہ جگہ مشینری اسکول اور دیگر نوعیت کے تعلیمی اور پیشہ وارانہ ادارے قائم کئے گئے۔ ان اداروں کا تعلیمی اور تربیتی معیار بہت اونچا رہا ہے۔ شعبہ طب میں بھی عیسائی مشینریوں نے دور دراز علاقوں میں پہنچ کر خاصی خدمات انجام دیں۔ عیسائی ہندوستان کی تقریباً ہر ایک ریاست میں قیام پذیر ہیں۔ شمال مشرق کی اکثر ریاستوں میں عیسائی مذہب ماننے والوں کی غالب اکثریت پائی جاتی ہے۔ جنوبی ہندوستان کی ساری ریاستوں خاص کر کیرلہ میں عیسائی مذہب ماننے والوں کی اچھی خاصی آبادی پائی جاتی ہے۔

تعلیم کے شعبے میں عیسائی برادری کے افراد اس وقت بھی ایک اہم رول ادا کر رہے ہیں جو قابل ستائش ہے۔ شرح خواندگی میں اچھی کارکردگی کے باوجود اس مذہب کے ماننے والوں کی ایک بڑی تعداد سرکاری تعلیمی سہولیات سے محروم ہیں۔ عیسائی اقلیت کئی طرح کے مسائل اور مشکلات در پیش ہیں جن کے ازالے کے لیے یہ اقلیت لگا تار مختلف سطحوں پر کوششیں کر رہی ہے۔ عیسائی اقلیت کے مسائل حسب ذیل ہیں:

i. دلت عیسائیوں کو شیڈول کاسٹ کا درجہ نہیں دیا گیا ہے، جس طرح بودھوں اور سکھوں کو دیا گیا ہے۔

ii. سرکاری ملازمتوں اور تعلیمی اداروں میں عیسائی اقلیت کی خاطر خواہ نمائندگی نہیں ہے۔

iii. عیسائی عبادت گاہوں اور تعلیمی اداروں پر فرقہ پرستوں کے مسلسل حملے ہو رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں عیسائی اقلیت میں عدم تحفظ کا احساس بڑھ رہا ہے۔ سماج دشمن عناصر کے خلاف FIR درج کرنے میں پولیس کا لیت ولعل۔

iv. عیسائی قبرستانوں پر ناجائز تجاوزات کے مسائل

v. مختلف جگہوں پر فسادات کے بعد تحقیقاتی کمیشنوں اور کمیٹیوں کی سفارشات عمل درآمد نہیں ہوتا۔

vi. عیسائی اقلیت کو شکایت ہے کہ سرکاری درسی کتابوں میں غالب اکثریت والے مذہب وثقافت کی ترجمانی مشاہدے میں آتی ہے۔ ہندوستان ایک سیکولر جمہوری ملک ہونے کے ناطے اور آئین میں دی گئی ضمانتوں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

vii. عیسائی بستیوں میں سرکاری اداروں خاص کر طبی مراکز اور آنگن واڑی سنٹر کم تعداد میں موجود ہیں۔

viii. قبائلی علاقوں (Tirbal Areas) میں رہائش پذیر عیسائی کی طرز زندگی کو بہتر بنانے کا مسئلہ در پیش ہے۔

1.6.3 سکھ اقلیت

سکھ دھرم کی بنیاد پنجاب میں ایک معروف سنت شری گورو نانک جی (1539-1469) کے ذریعے 15ویں صدی میں پڑی۔ اس مذہب کے دسویں گورو گورو گوبند سنگھ نے اس کو ایک باضابطہ مذہب کی شکل دی۔ اس مذہب کی پوتر جگہ امرتسر میں واقع ہے، جس کو دربار صاحب/ گولڈن ٹمپل بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے اندر سکھوں کی ایک قابل تعظیم عبادت گاہ ہرمندر صاحب کی سنگ بنیاد لاہور کے مشہور صوفی بزرگ حضرت میاں میر قادریؒ کے ہاتھوں رکھوائی گئی

۔سکھ مذہب ہندوستان کا چوتھا بڑا مذہب ہے۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں سکھوں کی کل آبادی 2 کروڑ 8 لاکھ بتائی جاتی ہے۔ سکھوں کی آبادی دنیا کے مختلف ممالک میں پائی جاتی ہے۔ وہاں زندگی کے مختلف شعبوں میں بہت بااثر ہیں۔ ساری دنیا کی سکھوں کے مفادات کی پاسداری کے لیے ایک با اختیار ادارہ وجود میں لایا گیا ہے، جسے ''خالصہ پنتھ'' کہا جاتا ہے۔ پنجاب سکھوں کا غالب اکثریتی صوبہ ہے۔ اس کے علاوہ سکھ اقلیت دیگر کئی ریاستوں میں بھی قیام پذیر ہیں۔ ملک کی افواج، کاروبار، زراعت، نقل وحمل اور ایوان سیاست میں سکھ اقلیت کا خاص کردار رہا ہے۔ ایک صدر جمہوریہ اور ایک وزیر اعظم کا تعلق بھی اس اقلیت سے رہا ہے۔

برطانوی عہد میں سَن 1920ء میں سکھوں نے اکالی تحریک شروع کی جس کا مقصد تھا کہ سارے گرودواروں کا انتظام وانصرام سکھ اقلیت کے ذریعے سے ایک جمہوری طریقے پر کیا جائے۔ چنانچہ 1925ء میں انگریزوں نے گرودوارہ ایکٹ پاس کیا اور شرومنی گرودوارہ پربندھک کمیٹی (SGPC) کے نام سے ایک بااختیار ادارہ قائم کیا۔ جو تب سے اب تک گردواروں کے امور کی نگرانی کر رہا ہے۔

سکھ اقلیت سے وابستہ افراد اگرچہ تعلیمی اور معاشی اعتبار سے کافی بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن ان کی بعض شکایتیں اور مسائل ہیں جن کی جانب وہ سرکار کی توجہ مبذول کرانے میں مصروف عمل ہیں۔

i. سکھوں کے مسائل کو مختلف کمیشنوں اور کمیٹیوں میں مناسب نمائندگی دی جائے۔

ii. وزیر اعظم ہند کے 2006 کے اقلیتوں سے متعلق 15 نکاتی پروگرام عمل درآمد نہیں ہوتا اور نہ اس کے خاطر خواہ تشہیر کی جاتی ہے۔

iii. ملک کے مختلف علاقوں میں سکھ املاک پر ناجائز قبضے کے مسائل اور پولیس اور دیگر حکام کی غیر فعالیت۔

iv. 1984 کے سکھ دنگوں کے بعد افواج اور سلامتی دستوں میں اس طبقے کی آرہی کمی کا مسئلہ۔

v. 1984 کے فرقہ وارانہ فسادات میں مارے گئے سکھوں کے تعلق سے مجرموں کو سزا نہ دینے کا مسئلہ نیز املاک کی تباہی اور بربادی کے بدلے معاوضے کے معاملات۔

vi. پنجابی زبان کے ترقی اور فروغ کے لیے NCPUL کی طرز پر قومی ادارہ قائم کرنے کا مطالبہ۔

vii. سکھ بستیوں میں آنگن واڑی اور بال واڑی مراکز کی عدم ستیابی کا مسئلہ۔

1.6.4 جین اقلیت

جین ازم ہندوستان کی قدیم ترین عقیدہ ہے۔ اس کا آغاز بدھ ازم سے بھی پہلے ہوا ہے۔ اس دھرم کے عقیدے کے مطابق اب تک 24 اوتاروں کا ظہور ہوا۔ وردھمان مہاویر اس کے آخری اور مشہور اوتار تھے۔ اس دھرم کے خاص اصول اس طرح سے ہیں:

i. زندگی کا اصل مقصد مکتی (Salvation) کا حصول ہو۔

ii. اہمسا یا عدم تشدد پر یقین۔ کسی بھی ذی روح کو تکلیف نہ دینا۔

iii. روحانی پاکیزگی پرش/انسان کی منزل ہے۔

iv. دور یشانہ طریقہ زندگی ایک مُنش کے لئے بہت ضروری ہے۔

2014ء میں حکومت ہند نے جین طبقے کو اقلیت (Minority) کا درجہ دیا۔ جس کے لئے یہ طبقہ کافی عرصے جد جہد کر رہا تھا۔ چنانچہ 1951ء میں ممبئی ہائی کورٹ کے دورکنی بینچ جس میں جسٹس چھاگلہ اور جسٹس گجیندر گڈکر شامل تھے نے اپنے متفقہ فیصلے میں جین ازم کو باضابطہ ایک الگ مذہب قرار دیا تھا۔ 2001ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں جین اقلیت کی آبادی 70 لاکھ سے زیادہ تھی۔ خواندگی کے اعتبار سے جین طبقہ ہندوستان کی دیگر اقلیتوں کے

مقابلے میں سب سے زیادہ آگے رہے ہیں۔ 2001 کی مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے یہاں خواندگی کی شرح 94 فیصد تھی۔خواتین کی شرح فیصد مردوں کے مقابلے میں کم ہے۔جین اقلیت کی خاصی تعداد کاروبار سے وابستہ ہے۔سناری ان کا خاص پیشہ ہے۔ ہندوستان کے بڑے شہروں میں ان کے صرافاں بازار جنہیں جین بازار کہا جاتا ہے قائم ہیں۔

مسائل (Problems)

i. جین مندروں اور املاک پر ناجائز قبضہ

ii. جین آبادی والے علاقوں میں سرکاری سہولیات کی کمی۔جیسے آنگن واڑی اور بالی واڑی مراکز کی قلت

iii. جین تعلیمی اداروں (Trusts and Institutions) میں سرکار کی بے جا مداخلت کے مسائل۔

iv. جین اقلیت کی جانب سے چلائے جانے والے تعلیمی اداروں میں جین طبقے کے لئے 50% نشستیں مختص رکھنے کا مطالبہ

v. جین اقلیت کا دیرینہ مطالبہ کہ اُن کے مذہب وثقافت کو فروغ دینے سے متعلق اقدامات اُٹھائیں جائیں۔

1.6.5 بودھ اقلیت

بودھ دھرم اس دیش کا ایک قدیم عقیدہ ہے۔اس کا آغاز اَڈھائی ہزار سال پہلے سرزمین ہند میں گوتم بدھ کے ذریعہ ہوا۔ بہار کے علاقے گیا میں پیپل کے پیڑ کے نیچے بدھا جی کو گیان پراپت ہوا۔آپ کی انمول تعلیمات نے ایک عہد کو متاثر کیا اور دنیا کے کئی ممالک تک نہایت تیزی کے ساتھ پھیل گیا۔ مہاتما بدھ کی اعتدال اور توازن پر مبنی تعلیمات میں عام لوگوں کو بہت جلد متاثر کیا اور جگہ جگہ بودھ تبلیغی مراکز جنہیں وہار کہتے تھے قائم ہوتے گئے۔ چونکہ بہار پیغام گوتم کی خاص جگہ بن گئی، چنانچہ اس کو وہارا، یعنی وہاروں کی سرزمین جو بعد میں بہار بن گیا۔موریا دورِ حکومت میں بودھ دھرم اپنے عروج پر پہنچ گیا۔مہاراجہ اشوک کی مخلصانہ کاوشوں سے بودھ دھرم وسطِ ایشیا کے دُور دراز علاقوں تک پہنچ گیا۔تیسری عالمی بدھسٹ کانفرنس اشوک نے پاٹی پتر میں اور چوتھی عالمی کانفرنس کنشک کے عہد میں کشمیر میں بلائی گئی۔

بدھسٹ زمانے میں تعلیمی شعبے نے کافی ترقی کی۔ ہندوستان کی تعلیمی تاریخ کی دو عظیم جامعات نالندہ، بہار اور ٹکسیلا پشاور میں قائم کی گئیں۔ جہاں نہ صرف ہندوستان بلکہ باہر سے تشنگان علم اپنی پیاس بجھاتے تھے۔کُشان دورِ حکومت میں بدھسٹ آرٹ نے کافی ترقی کی اور گندارہ آرٹ (Gundhara Art) وجود میں آ گیا۔

اس وقت بودھ ایک اقلیت کے روپ میں ہندوستان میں آباد ہیں۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں اس طبقے کی آبادی 80 لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے۔ بدھسٹ آبادی کی غالب آبادی سکم، اروناچل پردیش کے علاوہ لداخ، دارجلنگ، ہماچل میں لاہول اور سپتی اور مہاراشٹرا میں بودھ اقلیت میں آباد ہیں۔ ماضی قریب میں آئین ہند کے معمار بابا صاحب بھیم راؤ امبید کرنے بودھ دھرم قبول کیا تھا۔

بودھ اقلیت کو اگرچہ کسی حد تک معاشی استحکام حاصل ہے ،جس کی وجہ اس دھرم سے وابستہ دلت طبقے کو تعلیم و روزگار میں تحفظات (Reservation) کا حاصل ہونا ہے۔لیکن اس اقلیت کو کئی طرح کے واجبی مسائل ومشکلات کا سامنا ہے۔

مسائل (Problems)

i. نوآموز بدھسٹوں کو امن وسلامتی کا مسئلہ، سماجی دشمن عناصر کا اِن کے خلاف زیادتیوں کی تحقیقات کا مطالبہ۔

ii. بدھسٹ تہذیب وثقافت کے تحفظ اور ترقی کے مسائل۔

iii. بدھسٹ فن اور فنِ تعمیر کو محفوظ رکھنے اور مزید ترقی دینے کا مسئلہ۔

iv. پولیس اور دیگر سلامتی دستوں میں نمائندگی کا مسئلہ۔

v. بدھسٹ مذہبی و دیگر املاک کا مطلوب اور مناسب تحفظ۔

vi. قبایلی اور سرحدی علاقوں میں مقیم بدھسٹ آبادی کی اقلیتوں کو دی جانے والے مراعات اور سہولیات سے مسلسل محرومی۔

vii. ریاستی اقلیتی کمیشنوں کی غیر فعالیت، شکایتوں کی شنوائی کے لئے ضلع سطح پر انتظامات کرنے کا مطالبہ۔ کمیشن کی ذمہ داریوں کو غیر مرکوز کرنے کی تجاویز سرکار کو پیش کی گئی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

(1) ہندوستان میں اقلیتوں کے مسائل کا تاریخی جائزہ لیجئے؟

(2) سکھ اور جین اقلیتوں کے بارے میں نوٹ لکھئے؟

1.7 آئینی سہولیات اور اقلیتی حقوق، تعلیم کے خصوصی حوالے

حصولِ تعلیم ہر فرد کی بنیادی اُمنگ (Basic Aspiration) اور حق (Right) ہے۔ سماج کے کسی بھی شہری کو اس حق سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ بلکہ اسے قانونی طور پر اجتماعی جرم اور اخلاقی طور پر ایک عظیم گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تعلیم کا شعبہ زندگی کا سب سے اہم شعبہ ہے۔ معاشی، معاشرتی، تمدنی غرض ہر نوعیت کی ترقی اور خوشحالی کا مواد تعلیم پر ہی ہے۔

ہندوستان نے ایک جمہوریت اور سیکولر ملک ہونے کے ناطے ہر اُس عالمی معاہدے پر دستخط کئے ہیں، جن میں اقلیتوں کے عزت وقار کے تحفظ اور حقوق کی ادائیگی کی بات کی گئی ہے۔ مزید دستور ہند کی روشنی میں مختلف مواقع پر اقلیتوں کے مسائل و معاملات اور شکایات کے ازالے اور گرہ کشائی کے لئے کئی نوعیت اور قسم کے ٹھوس اقدامات قومی اور صوبائی سطحوں پر اُٹھائے گئے ہیں۔ جہاں تک اقلیتوں کے حوالے سے موجودہ تعلیمی منظر نامے کا تعلق ہے، ابھی اسے تشفی بخش قرار نہیں دیا جا سکتا، اس سلسلے میں بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ خود حکومت ہند نے اپنے قومی تعلیمی دستاویز NPE1988 میں غیر مبہم انداز میں اس بات کو قبول کیا ہے کہ بعض اقلیتیں تعلیمی طور پر محروم (Educationaly Deprived) ہیں۔

1.7.1 آئینی سہولیات اور اقلیتی حقوق تعلیم

آئین ہند میں تمہید سے لے بنیادی حقوق تک ملک کے ہر شہری کے لئے لازمی تعلیم کے حق کو صراحت اور وضاحت کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں شہریوں کے درمیان کسی بھی قسم کے تعصب اور امتیاز کی نفی کی گئی ہے۔ جن اقلیتی گروہوں یا طبقات کو تسلیم کیا گیا وہ ہیں، مذہبی، لسانی، تمدنی، خاص رسم الخط رکھنے والے، پس ماندہ ذاتیں، سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پچھڑے ہوئے طبقات، درج فہرست ذاتیں اور درج فہرست قبائل۔ اقلیتوں کی اصطلاح آئین ہند کی دفعات 29 اور 30 میں استعمال ہوئی ہے۔ ان دفعات میں اقلیتوں کے حصول تعلیم کی بھرپور انداز میں تائید و حمایت کی گئی ہے۔ انھیں اپنے پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ساتھ اپنی زبان کے رسم الخط کو محفوظ رکھنے کی بات بھی کی گئی ہے۔ متذکرہ دفعات کی تشریح کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے سابقہ جج جسٹس ایم آر کھنہ نے اپنے ایک نوٹ میں لکھا ہے

''اقلیتوں کے لئے جو خاص تحفظات (Safeguards) فراہم کئے گئے ہیں اُن کو بنیادی حقوق کا ایک حصہ بنایا گیا ہے تاکہ اقلیتوں کے اندر احساس تحفظ اور اکثریت کے تئیں اعتماد پیدا ہو سکے''۔ جسٹس کھنہ مزید کہتے ہیں ''اقلیتیں اسی طرح اس سرزمین کی اولاد ہیں جس طرح اکثریت۔ دستور سازوں کا یہ اندازہ رہا ہے کہ اس طرح اس بات کی ضمانت ملے کہ اقلیتوں میں اپنے پن کا احساس بیدار رہے اور انہیں عدم تحفظ کا احساس دلانے والی کوئی حرکت نہ کی جائے۔ نیز انہیں مساویانہ مرتبہ کے شعور سے، ان کے اپنے مذہب، تہذیب، اپنی زبان اور رسم الخط کے تحفظ کے شعور سے کسی حال میں بھی محروم نہ ہونے دیا جائے''۔

ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا ابواللیث ندوی مرحوم نے اپنی ایک محققانہ تحریر میں آئین ہند میں اقلیتوں کو دیئے گئے تحفظات اور سہولیات کا خلاصہ ذیل کے نکات میں پیش کیا ہے۔

i. دفعہ 50 کے تحت ہندوستان کی ساری اقلیتیں یہاں کے شہری ہیں اور اُنہیں کسی امتیاز وتفریق کے بغیر تمام حقوق حاصل ہوں گے جو ملک کے کسی دوسرے باشندے کو حاصل ہیں۔

ii. دفعہ 15 کے مطابق مذہب، نسل، ذات، صنف یا پیدائش کی بنا پر کسی شہری کے ساتھ کوئی تفریق نہیں برتی جائے گی۔

iii. دفعہ 16 کے تحت مذہب میں یا نسل وغیرہ کی بنیاد پر کسی ملازمت یا عہدے کے حصول کے ضمن میں کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

iv. دفعہ 19 کی رو سے ہر شہری کو تقریر اور اظہار خیال کی آزادی، پُرامن طریقے سے اجتماع کرنے کی آزادی، یونین یا ادارہ قائم کرنا، ملک کے کسی بھی حصے میں سکونت اختیار کرنا، کوئی بھی پیشہ، تجارت اور کاروبار اختیار کرنا۔

v. دفعہ 25 کی رُو سے ملک کا ہر شہری اپنے ضمیر کی آواز پر چل سکتا ہے، کسی بھی مذہب پر اعتقاد رکھ سکتا ہے، عمل پیرا ہو کر تبلیغ کر سکتا ہے۔

دفعات 29 اور 30 میں جہاں اقلیتوں کے تعلیمی حق کو وضاحت کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے، وہاں آئین کے دفعہ 350-A کے حوالے سے پرائمری سطح تک مادری زبان (Mother Tongue) پڑھانے کی بات کی گئی ہے اور اس دفعہ کی دلچسپ بان یہ ہے کہ عمل درآمد کے لئے صوبائی سرکاروں اور مقامی انتظامیہ کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اس دفعہ میں لسانی اقلیتوں (Linguistic Minorities) جیسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

مرکزی حکومت دستور ہند میں اقلیتوں کو تعلیم کے تعلق سے دی گئی ضمانتیں اور سہولیات کے پس منظر میں مرکزی سرکار نے اقلیتوں کی تعلیمی شمولیت (Educational Inclusion) کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے عہد و پیمان کا اعادہ کیا بلکہ بعض نتیجہ خیز اور قابل بھروسہ اقدامات بھی اُٹھائے ہیں۔

اگست 1961ء میں وزرائے اعلیٰ کی اور مرکزی وزارتی کونسل کے ارکان کی مشترکہ کانفرنس نے یہ بیان جاری کیا:

”ہر ایک وہ کوشش کی جائے گی جیسے نہ صرف اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا بلکہ اُن کے تعلیمی مفادات کی نگہداشت کی جائے گی“۔

اقلیتی تعلیم سے متعلق حکومت ہندوستان کی طرف سے دوسرا اہم ترین پالیسی بیان قومی تعلیمی پالیسی (NPE, 1986) کے ذریعے سے دیا گیا ہے۔ جس میں بعض اقلیتی گروہوں کی ”تعلیمی محرومی“ کا اعتراف کیا گیا۔ اس تعلیمی پالیسی کے پیرا 4.8 میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

"Some Minority groups are educationally deprived or backward. Greater attention will be paid to the education of these groups in the interest of equality and social justice. This will naturally include the thems to establish their own educational institutions and protection of their languages and culture".

”کچھ اقلیتی گروہ تعلیمی اعتبار سے محروم اور پس ماندہ ہیں۔ سماجی انصاف اور برابری کے مفاد کی خاطر ان گروہوں کے حصول تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جائے گی۔ اس میں قدرتی طور وہ آئینی ضمانت بھی شامل ہوگی جس میں اقلیتیں اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور اپنی زبانوں اور تمدن کا تحفظ کر سکتے ہیں“۔

1992 کے قومی تعلیمی پالیسی میں 1986 کی قومی تعلیمی پالیسی کی تائید کرتے ہوئے اعادہ کیا گیا کہ اس کے نفاذ کے لئے اہداف اور حکمت عملیاں (Targets and Strategies) ترتیب دینے کی بات کی گئی۔ عملی پروگرام (PoA) کے تحت قلیل مدتی، اوسط مدتی اور طویل مدتی پروگرام تشکیل دیئے گے۔ اقلیتوں کی تعلیمی ترقی کے لئے جو قلیل مدتی پروگرام اور پالیسیاں طے پاتی وہ ہیں:

پالی ٹکنیک کالجوں کا قیام، NCERT کی طرف سے قومی یکجہتی کے تعلق سے درسی کتابوں کا تجزیہ، اقلیتی تعلیمی اداروں کے پرنسپل/ منتظمین اور اساتذہ کے لئے Orientation اور تربیتی پروگراموں کا انتظام، یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے یونیورسٹیوں اور کالجز کی معاونت کرنا تاکہ پس ماندہ

اقلیتی طلبہ کے لئے کوچنگ کلاسز کا اہتمام ہوسکے۔اس کے علاوہ اقلیتی طبقات سے وابستہ لڑکیوں کے لئے اسکول ہاسٹل کی تعمیر اقلیتی طبقوں سے خواتین معلمین کا انتخاب اور تعیناتی کے پروگرام ترجیحی بنیادوں پر شروع کرنا۔اس کے علاوہ ثانوی سطح اور اعلیٰ سطحی تعلیم کے حوالے سے مختلف نوعیت کے تعلیمی تکنیکی اور پیشہ وارانہ کورسز شروع کرنے کی بات کی گئی تھی۔

اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے وزیر اعظم نے جون 2006 میں 15 نکاتی پروگرام کا اعلان کیا تھا جو اُن میں زیادہ تر کا تعلق تعلیم کے حوالے سے ہے۔

i. اسکولی تعلیم کے حصول میں اضافہ

ii. اردو تعلیم کے لئے مزید وسائل

iii. مدرسوں کی تعلیمی جدید کاری

iv. اقلیتی طبقے کے بہتر طلبا کے لئے اسکالرشپ

v. مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے تعلیمی وسائل فراہم کرنا

vi. غریب اقلیتوں کے روزگار (Employment) کے وسائل پیدا کرنا

vii. تکنیکی تربیت سے ہنرمندی میں بہتری لانا وغیرہ

اس اکائی کے اختتام پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آئین، قانون اخلاقیات اور انسانیت کا تقاضا ہے کہ ہر ملک، ریاست اور سماج کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنے یہاں آباد اقلیتوں کو تعلیمی اور دوسرے شعبوں میں دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ مساوی حقوق کی فراہمی ممکن بنائے اور یہ ہر ایک حکومت کی یکساں ذمہ داری ہے۔ ہندوستان میں اقلیتوں کا ایک کہکشاں آباد ہے۔ یہ دیش اُسی وقت حقیقی معنوں میں ترقی کرسکتا ہے جب اقلیتیں ملک کی تعمیر و ترقی اور معاشی خوشحالی میں برابر کے شریک ہوں کیونکہ اس ملک میں اقلیتوں کی آبادی کا تناسب 20% سے زائد ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

(1) آئین ہند میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کون سی مراعات شامل ہیں؟

(2) اقلیتی تعلیم سے متعلق حکومت ہند کی پالیسیوں پر نوٹ لکھئے؟

1.8 فرہنگ (Glossory)

وفاقی نظام	Federal System	اقلیت	Minority
تفاوت	Discrimination	تصور	Concept
خصوصی سہولیات	Special Provisions	درجہ بندی	Classification
شمولیت	Inclusion	مذہبی	Rgligious
اخراج	Exclusion	لسانی	Linguistic
خلاف ورزی	Voilation	نسلی	Ethnic
ہمہ لسانی	Multi lingual	تمدنی	Cultural
آموزش	Instruction	آئینی سہولیات	Constitutional Provsions
مادری زبان	Mother Tongue	قومی درسیاتی خاکہ	National Curriculum Frame work

نابرابری	Unequality	میلاں	Apptitued
روایات	Tratiditions	روزگار	Employment
صلاحیتیں	Capacities	نمائندگی	Representation
شخصی خصوصیات	Personality Traits	معاصر عہد	Contemporary World
عمومی کارکردگیاں	General Performance	تعریف	Diffinition
تشخص کا بحران	Identity Crises	حیثیت	Status
وقار	Prestige	دلت ادب	Dalit Literature
خصوصیات	Characteristics	تمدنی زندگی	Cultural Life
تحفظات	Reservations	تکثیریت	Pluralism
انسانی حقوق	Human Rights	تسلیم کرنا	Recognition
تحفظ	Protection	معیار تعلیم	Quality Education
اقوام متحدہ	United Nations	طریقہ کار	Procedure
بین الاقوامی	International	میثاق	Agreement

1.9 یاد رکھنے کے خاص نکات

☆ لفظ Minority کا تعلق لاطینی زبان Minor سے ہے جس کا مطلب ہے کمزور، کم طاقت اور نابالغ۔

☆ اقلیت لوگوں کے اُس گروہ کو کہا جاتا ہے، جو سماج میں غیر بالا دست (Non-dominent) ہوتا ہے۔

☆ مذہب، زبان، ثقافت اور رنگ و نسل کی بنیاد پر اقلیتوں کی ایک جداگانہ حیثیت ہوتی ہے۔

☆ ملکوں اور معاشروں میں اقلیتوں کی شناخت تفاوت اور عدم شمولیت (Exclusion) کی وجہ سے ہوتی ہے۔

☆ اقلیتی حقوق (Minority Rights) کے تحفظ کے لئے عالمی سطح پر کئی معاہدے طے پائے ہیں اور اعلامیے جاری کئے گئے ہیں۔

☆ دنیا کے کئی ملکوں میں اقلیتوں کے لئے خاص سہولیات Special Provisions متعارف کئے گئے ہیں۔

☆ ماہرین نے اقلیتوں کی درجہ بندی کی ہے، جیسے مذہبی اقلیت، لسانی اقلیت، نسلی اقلیت، تمدنی اقلیت وغیرہ۔

☆ دنیا میں اقلیتوں کے مسائل کا تجزیہ تین مختلف تناظرات Perspectives میں کیا جاتا ہے۔

i. آئینی حیثیت

ii. ثقافتی شناخت

iii. سماجی اور معاشی حیثیت

☆ 1956 میں کئی ریاستیں ہندوستان میں لسانی بنیادوں پر قائم کی گئیں۔

☆ دستور ہند کی دفعہ 350-A میں مادری زبان پڑھانے پر زور دیا گیا ہے۔

☆ 1986 کی قومی تعلیمی پالیسی کے دستاویز میں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی اقلیتیں تعلیمی اعتبار سے محروم اور پس ماندہ ہیں۔

☆ تمدن کوسماجی ورثہ Social Heridity کہا گیا ہے۔

☆ تمدنی تکثیریت ہندوستان کی خاص پہچان ہے۔

☆ کثرت میں وحدت ہندوستان کے مشترکہ سماج کی خاص عوامت ہے۔

☆ ہندوستان کی اقلیتوں خاص کر مسلمانوں، عیسائیوں کوتعلیم اور روزگار میں تحفظات (Reservations) کا مسئلہ درپیش ہے۔

☆ مسلمان ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت ہے۔

☆ ہندوستان میں مسلمانوں کوتعلیمی اخراج Educational Exclusion کا مسئلہ درپیش ہے۔

☆ سکھ گردوارہ ایکٹ 1225 میں بنایا گیا۔

☆ بودھ عہد میں دومشہور یونیورسٹیاں نالندہ بہار اور ٹکسیلا پشاور میں قائم کی گئیں۔

☆ دستور ہند کی دفعات 29 اور 30 میں اقلیتوں کے حصول تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔

1.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:

I تفصیلی جواب والے سوالات

1. اقلیت (Minority) کے کیا معنی ہیں؟ سماج میں اقلیتوں کی شناخت اور پہچان کس پس منظر میں کی جاتی ہے؟
2. اقلیتوں کے تعلق سے عالمی معاہدے کب طے پائے اور کب اعلامیے جاری ہوئے، مزید ان معاہدات اور اعلامیوں میں اقلیتوں کے تحفظ و سلامتی کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟
3. مذہبی اقلیت کسے کہتے ہیں۔ اُن کے مسائل و مشکلات پر روشنی ڈالیے۔
4. تمدن کی تعریف پیش کیجیے، نیز تمدنی اقلیت کی تعریف، ان کے مسائل اور آئین ہند میں اُن کے تحفظ کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟
5. مسلمان ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت ہے۔ اُن کے مسائل کیا ہیں؟ سرکار نے ان کے مسائل کے ازالے کے لیے اب تک کون سے اقدامات اُٹھائے ہیں۔
6. ہندوستان میں اقلیتوں کے جملہ مسائل پر روشنی ڈالیے؟

II مختصر جواب والے سوالات (Short Answere type Questions)

1. اقلیت کی مختصر تعریف (Definition) بیان کریں۔
2. اقلیت کی شناخت سماج میں کیسے کی جاتی ہے؟
3. اقلیتوں کی درجہ بندی اختصار کے ساتھ لکھیں۔
4. نسلی اقلیت کسے کہتے ہیں؟
5. عیسائی اقلیت کے 5 مسائل کی نشاندہی کریں۔
6. سکھ گردوارہ ایکٹ 1925 کے پس منظر کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟
7. آئین ہند میں حصول تعلیم سے متعلق باتوں کو 5 نکات میں پیش کیجیے۔

III بہت مختصر جواب والے سوالات (Very short Answer type Questions)

1. لفظ اقلیت (Minority) کا تعلق کس زبان سے ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟
2. مذہبی اقلیت کے کیا خاص مسائل ہوتے ہیں؟
3. اقلیتوں کے مسائل کا تجزیہ کن تین طریقوں سے کیا جاتا ہے؟
4 دستور ہند کی کس دفعہ کے تحت مادری زبان پڑھانے پر زور دیا گیا ہے؟
5. کس قومی تعلیمی پالیسی میں اقلیتوں کی تعلیمی محرومی اور پس ماندگی کا ذکر کیا گیا ہے؟
6. دستور ہند میں کن دفعات کی روشنی میں اقلیتوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور چلانے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔
7. بودھ اقلیت کے 3 مسائل کی نشاندہی کریں۔

IV۔ معروضی قسم کے سوالات (Objective type Questions)

1. لفظ Minority کا تعلق ہے۔

a) یونانی b) لاطینی
c) عبرانی d) فرانسیسی

2 روہنگیا اقلیت کا تعلق کس ملک سے ہے؟

a) سری لنکا b) اسرائیل
c) شام d) میانمار

3. ہندوستان میں جین طبقے کو کب اقلیت کا درجہ دیا گیا۔

a) 2007 b) 2014
c) 2009 d) 2016

4. اقلیت کی شکایات اکثر کس سے ہوتی ہیں؟

a) آمریت سے b) آئین سے
c) اکثریت سے d) سیکولرازم سے

5. اقلیتوں کا عالمی دن ہر سال کس تاریخ کو منایا جاتا ہے؟

a) 18/نومبر b) 18/دسمبر
c) 5/ستمبر d) 11/نومبر

6. ''کسی ملک کی تہذیب یافتگی کا تعلق اقلیتوں سے اُس کے سلوک پر منحصر ہے''

a) مہاتما گاندھی b) ابوالکلام آزاد
c) ڈاکٹر عبدالکلام d) مارٹر لوتھر کنگ

7. حلیمہ یعقوب کس ملک کی پہلی اور اقلیتی طبقے سے تعلق رکھنے والی خاتون صدر ہے؟

a) تنزانیہ b) پاناما

c) سنگاپور d) فلپائن

8. دستور ہند کے آٹھویں شیڈول میں کتنی زبانیں شامل ہیں۔

18 (a 22 (b

26 (c 32 (d

9. تحریک آزادی کے دوران کس کانگریسی رہنما نے مسلم اقلیت کے لئے بھرپور تحفظات (Reservation) کی بات کی تھی۔

a) گاندھی جی b) جواہر لعل نہرو

c) راجگو پال اچاریہ d) دیش بندھو چت رنجن داس

10. آئین ہند کی کس دفعہ کے تحت اقلیتوں کے تمدن کے تحفظ کی بات کی گئی ہے

19 (a 26 (b

29 (c 350(A) (d

1.11 شفارش کردہ کتابیں (Suggested Books)

1. Benjamin Joseph, Minorities in Indian Social System, Vol. I, II, Gyan Publishing House, New Delhi.

2. Sharma, R. C., National Policy on Education and programme implementation, Mangal Deep Publications, Jaipur.

3. Jardhyala, Tilak, Education, Society and Development, APH Publishing Corporation, New Delhi.

4. Ahmad, Aijazuddin (1994), Muslims in India, Vol. II, Inter India Publications, New Delhi.

5. Azad, Abul Kalam, India Wins Freedom, Orient Longman, Madras, 1988.

6. ملک، س۔م، دستور ہند اور اقلیتیں، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، نئی دہلی، 2003

اکائی۔2: اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے رپورٹس اور ادارہ جاتی اقدامات

Reports & Institutional initiative to sage guard Minorities

ساخت

2.1 تمہید (Introduction)

2.2 مقاصد(Objectives)

2.3 قومی تعلیمی پالیسی 1986، نظرثانی شدہ پالیسی 1992، سچر کمیٹی

2.3.1 قومی تعلیمی پالیسی 1986 اور نظرثانی شدہ پالیسی 1992 (National Policy and Revised Policy 1992)

2.3.2 سچر کمیٹی (Sachar Committe)

2.4 قومی اقلیتی کمیشن اور ریاستی اقلیتی کمیشن

(National Commission for Minorites & State Commission for Minorites)

2.5 قومی کمیشن برائے اقلیتی تعلیمی ادارے (National Commission for Minority Educational Institutions (NCMEI

2.6 قومی اقلیتی ترقی و مالیاتی کارپوریشن اور ریاستی اقلیتی مالیاتی کارپوریشن

(National Minorities Development and Financial Corporation (NMDFC) & State Minoriteis Financial Corporation (SMFC)

2.7 یارر کھنے کے نکات

2.8 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

2.9 سفارش کردہ کتب

2.1 تمہید (Introduction)

ہندوستان میں آزادی کے بعد جہاں حکومت کے آئے بہت ساری ترجیہات ہیں وہیں تعلیمی نظام میں اصلاح کو بھی اہمیت حاصل رہی۔ لہذا اس

مقصد کے حصول کے لئے ایک کمیشن قائم کے گئے۔ ان کمیشنوں نے جہاں تعلیمی نظام کے مختلف امور کا جائزہ لیا اور اپنی سفارشات پیش کیں۔ وہیں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور دستور میں انہیں فراہم شدہ مراعات کو یقینی بنانے کے لئے تجاویز اور سفارشات شامل تھیں۔

اس اکائی میں آپ انہیں امور کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ ہوں گے۔

2.2 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اس قابل ہوں گے کہ

(1) قومی تعلیمی پالیسی 1986 اور 1992 اور سچر کمیٹی کی اقلیتوں کے پیش کردہ سفارشات سے واقف ہوسکیں۔

(2) قومی اور ریاستی اقلیتی کمیشن کے قیام کے مقاصد اور افعال سے واقف ہوسکیں۔

(3) قومی کمیشن برائے اقلیتی تعلیمی ادارے کی کارکردگی کا جائزہ لے سکیں۔

(4) قومی اقلیتی مالیاتی کارپوریشن کی جانب سے اقلیتوں کو فراہم کردہ ترقیاتی اسکیموں اور دیگر سہولیاتی اقدامات سے واقف ہوسکیں۔

2.3 قومی تعلیمی پالیسی 1986، نظر ثانی شدہ پالیسی 1992، سچر کمیٹی

1968 میں جب پہلی مرتبہ ہمارے ملک کی تعلیمی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے قومی تعلیمی پالیسی مدون کی گئی تو اس وقت یہ سونچا گیا تھا کہ ہر پانچ سال بعد اس کی ترقی کا جائزہ لیا جائے گا اور ان کی روشنی میں نئی پالیسیاں اور نئے ضوابط بنائے جائیں گے۔ لہٰذا ہر پنچ سالہ منصوبہ کو بناتے وقت تعلیم کے شعبہ کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا جائزہ لیا جاتا رہا اور آئندہ کے پنچ سالہ منصوبہ کے لیے کچھ نئے منصوبے اور پروگرام تشکیل دیئے جاتے رہے۔ قومی تعلیمی پالیسی 1986 اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو 1985 کے بجٹ سیشن میں مباحث اور جائزہ کے نتیجہ میں قائم ہوئی۔ پھر دوبارہ 1990 میں آچاریہ رام مورتی کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تاکہ قومی تعلیمی پالیسی کا جائزہ لے اور اس میں ضروری اصلاحات لائے۔ سنٹرل اڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن (CABE) نے جولائی 1991 میں آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ شری ین جنار دھن ریڈی کی صدارت میں ایک اور کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے رام مورتی کمیٹی کی پیش کردہ سفارشات اور قومی تعلیمی پالیسی کے نتیجہ میں ہونے والے ترقیاتی کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے نئی پالیسی بنائی اور نئی سفارشات پیش کیں۔ جناردھن ریڈی کمیٹی نے اپنی رپورٹ جنوری 1992 میں پیش کی ہے جو عام طور پر پروگرام آف ایکشن 1992 کے نام سے مشہور ہے۔ اس پالیسی کے مقاصد میں قومی ترقی یکساں شہریت (Common Citizen) اور ثقافت کے جذبات کو فروغ دینا اور قومی یکجہتی کو مستحکم کرنا شامل تھے۔ کمیٹی نے ملک میں تعلیمی نظام کی تعمیر نو اور ہر سطح پر اس کے معیار کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے سائنس اور ٹکنالوجی، اخلاقی اقدار کی ترتیب اور تعلیم اور لوگوں کی زندگی کے درمیان تعلق پر زیادہ توجہ مرکوز کی گئی۔

2.3.1 قومی تعلیمی پالیسی 1986 اور نظر ثانی شدہ پالیسی 1992:

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے، NPE,1986 اور Revised Policy کا اہم مقصد ملک میں ایک ایسے قومی نظام تعلیم کو قائم کرنا جس میں مذہب، ذات پات اور جنس کی کسی تفریق کے بغیر تمام کو معیاری تعلیم تک رسائی فراہم کرنا تھا۔

اس پالیسی نے اپنے مقاصد کو درج ذیل مختلف امور میں تقسیم کیا۔

(1) تحتانوی تعلیم

(2) ثانوی تعلیم

(3) اعلیٰ تعلیم

(4) تعلیم بالغان اور خصوصی ضروریات کے حامل افراد کے لیے تعلیم

ان امور پر طئے شدہ مقاصد سے گزرنے کے بعد قومی تعلیمی پالیسی اور نظر ثانی شدہ پالیسی 1992 نے اپنی سفارشات 24 حصوں (Chapters) میں پیش کیں۔ پالیسی رپورٹ کے چودھویں حصے (XIV Chapter) میں اقلیتی تعلیم کے ضمن میں سفارشات شامل کی گئیں جو اس طرح ہیں۔

دستور کی دفعات 29 اور 30 اقلیتوں کو اس بات کی طمانیت (گیارنٹی) دیتی ہے کہ وہ اپنی زبان، اپنی لپی (Script) اور اپنے کلچر کا تحفظ کریں اور اپنی پسند کے تعلیمی اداروں کا انتظام کریں۔ جو ان کی زبان یا مذہب پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ NPE,1986 اور POA 1992 نے اقلیتوں کے مسائل کا تفصیل سے جائزہ لیا۔ ملک میں تمام اقلیتی گروپ تعلیمی طور پر محروم اور پسماندہ ہیں۔ لہٰذا ان گروپس کی تعلیم پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیے تاکہ انصاف اور مساوات کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ ساتھ ہی ساتھ نصابی کتب کی تیاری کے دوران معروضیت کا اظہار ہو۔ اسکول کی تمام سرگرمیوں میں قومی یکجہتی کو فروغ دینے اور عام قومی اہداف اور آئیڈیل کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہر ممکنہ اقدامات کئے جائیں۔

2.3.2 سچر کمیٹی (Sachar Commitee)

سچر کمیٹی کی تشکیل 9 / مارچ 2005 کو اس وقت کے وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے کی۔ یہ ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تھی جس کے صدر ریٹائرڈ چیف جسٹس راجندر سچر تھے۔ اس کمیٹی کے ذمہ یہ کام تفویض کیا گیا کہ وہ ہندوستان میں مسلم طبقہ کے سماجی، معاشی اور تعلیمی موقف کی تفصیلی رپورٹ تیار کرے۔

کمیٹی سات ارا کین پر بشمول صدر نشین پر مشتمل تھی۔ ان ارا کین کے نام اس طرح ہیں: سید حامد، یم۔ اے باسط، اختر مجید، ابوصالح شریف، ٹی کے اومن اور راکیش بسنت۔ وزیر اعظم نے ڈاکٹر ظفر محمود کو آفیسر ان اسپیشل ڈیوٹی کے طور پر تقرر کیا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ کمیٹی میں کوئی خاتون رکن کو شامل نہیں کیا گیا حالانکہ کمیٹی نے خواتین کے گروپس اور Activists سے بھی ملاقات کی اور اس ضمن میں مشاورت کی۔

کمیٹی نے 403 صفحات کی رپورٹ 17 / نومبر 2006 کو تیار کی اور اسے 30 نومبر 2006 کو پارلیمنٹ میں پیش کیا۔

کمیٹی نے مسلمانوں کے موقف کا مختلف اور وسیع زاویوں سے مطالعہ کیا اور مسلمانوں کو درپیش مسائل اور امور پر اپنی رپورٹ میں (76) سفارشات پیش کیں۔ ان میں 72 سفارشات کو حکومت ہند نے قبول کر لیا۔

رپورٹ میں یہ بات واضح کی گئی کہ مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کی شرح ہندوستان کے دیگر طبقات و دیگر اقلیتوں کے مقابلے سب سے زیادہ ہے۔ حکومت ہند نے ان سفارشات کا سنجیدگی سے نوٹ لیا اور مسلمانوں کے تعلیمی، سماجی اور معاشی موقف میں بہتری کے لیے کئی ایک اقدامات عمل میں لائے۔ ان اقدامات کی تفصیل اس طرح ہے:

(1) اسکالرشپ اسکیمیں: مسلم طلباء کو تین قسم کے اسکالرشپ دیئے جاتے ہیں۔

(i) پری میٹرک اسکالرشپ: پہلی تا دہم جماعتوں کے طلباء کے لیے

(ii) پوسٹ میٹرک اسکالرشپ: گیارھویں تا پی ایچ ڈی تک کے طلباء کے لیے

(iii) ٹکنیکل اور پروفیشنل اسکالرشپ: ٹکنیکل اور پروفیشنل تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے لیے

(2) دور دراز علاقوں میں اپر پرائمری اسکولوں کے واقع ہونے کے سبب طلباء بالخصوص لڑکیوں کی عدم رسائی کے پیش نظر کستوربا گاندھی بالیکا ودیالیہ (KGBVB) قائم کئے گئے۔ یہ اسکولز خاص لڑکیوں کے لیے کھولے گئے اور ان علاقوں میں ان کو قائم کیا گیا جہاں لڑکیوں کی شرح خواندگی قومی شرح یعنی 46.13% سے کم تر ہے۔ مسلم لڑکیوں کی تعلیم کے لیے خاص طور پر ہدایات جاری ہوئیں کہ اردو میڈیم میں ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ بڑی تعداد

میں اردو اساتذہ کے تقررات کئے گئے۔ KGBVb اقامتی طرز کے مدارس ہیں جہاں داخلہ صرف یعنی ایس سی / ایس ٹی / او بی سی اور اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کو دیا جاتا ہے۔

(3) 2009 میں راشٹریہ مدھیمیکا شکشا ابھیان (RMSA) کو منظوری ملی جس میں اقلیتی طبقہ کی اکثریت والے علاقوں میں اسکولوں کو کھولنے کو ترجیح دی گئی۔

(4) 8/ستمبر 2009 میں ساکشا بھارت اسکیم کی تشکیل جو قومی خواندگی مشن کا نیا روپ ہے۔ اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ کی خواتین کو مرکزی ترجیح دی گئی۔

(5) مدرسوں کو معیاری تعلیم کی فراہمی کی اسکیم (Scheeme for Providing Quality Education in Madrasa)

(6) اقلیتی امدادی و غیر امدادی خانگی تعلیمی اداروں کے انفراسٹرکچر کو ترقی کی اسکیم (IDMI)

(Scheme for Infrastructure Development of Private Aided/Un Aided Minority Institution)

(7) مکتب اور مدرسوں کو مڈ ڈے میل اسکیم کے تحت غذا کی فراہمی کی گئی۔

(8) 2014 میں مولانا آزاد تعلیم بالغان پروگرام جو ساکشار بھارت کے بیانر تھے تھا، شروع کیا گیا جس کا مقصد مسلمانوں میں اور خاص طور پر خواتین کی شرح خواندگی کو بڑھاتا تھا۔

(9) جن شکشن سنتھان ادارے قائم کئے گئے جو مسلم طبقہ کے نوجوانوں کو ووکیشنل ٹریننگ فراہم کرنے کے لیے مسلم اکثریتی علاقوں میں کھولے گئے۔

(10) گیارھویں پلان میں یو جی سی کی جانب سے خواتین کے 285 ہاسٹلز کو منظوری ملی جس میں 90 ہاسٹلز مسلم اکثریتی علاقوں میں قائم کئے گئے۔

(11) ستمبر 2013 میں وزارت برائے اقلیتی امور نے نئی اسکیم "سیکھو اور کماؤ" شروع کی جو اقلیتی طبقہ کے افراد میں مہارت کے فروغ کے مقصد سے کی گئی۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(2) سچر کمیٹی نے ہندوستان میں اقلیتوں کی تعلیم کے تئیں کیا سفارشات پیش کیں؟

2.4 قومی اقلیتی کمیشن اور ریاستی اقلیتی کمیشن

2.4.1 قومی اقلیتی کمیشن (National Commission for Minorities)

ہندوستانی دستور اپنے دیباچہ میں ملک میں حکومت چلانے کے بنیادی اصولوں کے لیے رہنمایانہ خطوط فراہم کرتا ہے۔ دستور نے ملک کے عوام کے لیے سیکولرزم اور سوشلزم جیسے اہم تصورات عطا کئے۔ اسی طرح دستور کی دفعہ 14 کے ذریعے اس ملک کے تمام شہریوں کو قانون کے آگے برابری کا درجہ حاصل ہے۔ دفعہ 15 مذہب کی بنیاد پر کسی بھی طرح کے امتیاز کو ممنوع قرار دیتی ہے۔ دفعات 29 اور 30 کے تحت اقلیتوں کے حقوق کے تئیں تحفظ فراہم کیا گیا ہے اور انہیں اپنے تعلیمی اداروں کو قائم کرنے اور انتظام چلانے کا حق دیا گیا ہے۔ اس پس منظر میں قومی اقلیتی کمیشن کا قیام ایک قانونی کمیشن (Statutory Body) کے بطور عمل میں لایا گیا۔ اس کمیشن کے ذریعے اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ ہمارے ملک کی تمام اقلیتیں دستور میں انہیں فراہم کردہ مراعات اور فائدے حاصل کر سکیں۔

مرکزی حکومت کی جانب سے قومی اقلیتی کمیشن کو نیشنل کمیشن فار مائنارٹیز ایکٹ (1992) کے تحت 5/جولائی 1992 کو عمل میں آیا۔ اس کمیشن نے ابتداء میں ملک کی پانچ مذہبی طبقات کو، مسلم، عیسائی، سکھ، بدھسٹ اور پارسی کو مذہبی اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد 27 جولائی 2014 کو جین طبقہ کو بھی اس فہرست میں شامل کیا گیا۔

قومی اقلیتی کمیشن اقوام متحدہ کے اعلان نامہ مورخہ 8/دسمبر 1992 پر سختی سے کاربند ہے۔ جس میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اسٹیٹ کو چاہیے کہ وہ اپنے

متعلقہ حدود میں اقلیتوں کی قومی یا نسلی، ثقافتی، مذہبی اور لسانی شناخت کی حفاظت کرے اور ان کی اس شناخت کو فروغ دینے کے لیے مناسب حالات پیدا کرے“

(The state shall protect the existence of the national or ethnic, cultural, religious and linguistic identity of minorities within their respective territories.)

کمیشن درج ذیل افعال انجام دیتی ہے۔

(1) مرکز اور ریاستوں میں اقلیتوں کی ترقی کے لیے انجام دیئے جانے کاموں کی جانچ کرنا۔

(2) پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز اسمبلیوں میں اقلیتوں کے حقوق سے متعلق منظور کئے جانے والے ایکٹ اور دستور میں فراہم شدہ مراعات پر عمل آوری کی نگرانی کرنا۔

(3) مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی جانب سے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے تئیں موثر عمل آوری کے لیے تجاویز و سفارشات پیش کرنا۔

(4) اقلیتوں کے حقوق کی حق تلفی کی مخصوص شکایات پر غور کرنا اور ان معاملات کی متعلقہ عہدیداروں کے ساتھ مل کر یکسوئی کرنا۔

(5) اقلیتوں کے خلاف کسی بھی قسم کے امتیازات روا رکھے جانے سے پیدا ہونے والے مسائل کے اسباب معلوم کرنا اور ان کو دور کرنے کے لیے اقدامات کی سفارش کرنا۔

(6) اقلیتوں کے سماجی و معاشی اور تعلیمی ترقی سے متعلق امور کے سلسلے میں مطالعات، تحقیق اور تجزیات منعقد کرنا۔

(7) وقفہ وقفہ سے مرکزی حکومت کو اقلیتوں سے متعلق کسی بھی قسم کے معاملہ کو اور بالخصوص ان کو پیش آنے والی مشکلات کی رپورٹ پیش کرنا۔

(8) مرکزی حکومت کی جانب سے حوالہ کئے جانے والے کوئی بھی معاملہ کو سلجھانا۔

قومی اقلیتی کمیشن کے اختیارات:

کمیشن کو درج ذیل اختیارات حاصل ہیں:

(1) ہندوستان کے کسی بھی حصہ سے تعلق رکھنے والے کسی بھی شخص کو بلاوے کا حکم دینا اور اس کی حاضری کی جانچ کرنا۔

(2) کسی بھی دستاویز کی چھان بین کرنا۔

(3) کسی بھی اقرار نامہ (Affidavit) کی بنیاد پر ثبوت (Evidence) حاصل کرنا۔

(4) کسی بھی عدالت یا آفس سے کوئی بھی عوامی ریکارڈ کی مانگ کرنا۔

(3) کمیشن کی ہیئت ترکیبی:

کمیشن کی ہیئت ترکیبی اس طرح ہے۔

☆ ایک صدر نشین

☆ ایک نائب صدر نشین

☆ مرکزی حکومت کی جانب سے نامزد کردہ چار قابل، باصلاحیت اور اعلیٰ تعلیم کے حامل اراکین جن کا تعلق اقلیتی طبقات سے ہو۔

☆ صدر نشین اور نائب صدر نشین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

قومی اقلیتی کمیشن کے موجودہ عہدیداران

صدر: شری سید غیور الحسن رضوی (مسلم طبقہ)

نائب صدر: شری جارج کیوریان (عیسائی طبقہ)

ممبران: (1) شری سنیل جیوراج سنگھی (جین طبقہ)

(2) شریمتی سلیکھا کمبھرے (بدھسٹ طبقہ)

(3) شری دستور جی خورشید (پارسی طبقہ)

(4) شری وادا دستور جی خورشید (سکھ طبقہ)

اپنی معلومات کی جانچ

(1) ہندوستان میں قومی اقلیتی کمیشن کو قائم کرنے کے کیا مقاصد ہیں

(2) قومی اقلیتی کمیشن کی ہیئت ترکیبی پر نوٹ لکھئے

(3) ریاستی اقلیتی کمیشن کے ذمہ کون سے فرائض ہیں؟

2.5 قومی کمیشن برائے اقلیتی تعلیمی ادارے:

قومی کمیشن برائے اقلیتی تعلیمی ادارے کو 2004 میں قائم کیا گیا۔ حکومت نے 2004 میں ایک حکمنامہ (Ordinance) کمیشن کی تشکیل کے تعلق سے جاری کیا۔ بعد ازاں دسمبر 2004 میں پارلیمنٹ میں بل (Bill) کو متعارف کیا گیا اور دونوں ایوانوں سے اس بل کو منظوری دی۔ NCMEI ایکٹ کا جنوری 2005 میں اعلان ہوا۔ وزیر اعظم کے 15 نکاتی پروگرام برائے اقلیتیں میں مخصوص اہداف ہیں جن کو ایک مقررہ وقت میں پورا کرنا ہے۔ کمیشن کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت کرے اور اگر کہیں ان حقوق کی خلاف ورزی اور حق تلفی کی شکایات موصول ہوں تو ان کو دیکھے اور اقلیتوں کو ان کو ان کی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے میں کسی بھی قسم کی رکاوٹوں کو دور کرے۔

☆ تمام اقلیتوں کو چاہیے وہ مذہب کی بنیاد پر ہوں یا زبان کی بنیاد پر۔ انہیں دستور میں یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کریں اور اس کا انتظام وانصرام کریں۔

☆ کمیشن کو جزوی عدالتی اختیارات (Quasi Judicial Powers) بھی حاصل ہیں یعنی وہ سیول کورٹ کے مماثل اختیارات رکھتا ہے۔ کمیشن کی صدارت ایک ایسے شخص کو دی جاتی ہے جو کسی ہائیکورٹ کا جج رہ چکا ہو۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت تین ارکان کو نامزد کرتی ہے۔ کمیشن کے تین اہم افعال ہیں۔ عدالتی، مشاورتی اور سفارشانہ اختیارات شامل ہیں۔

☆ جہاں تک کسی اقلیتی تعلیمی ادارے کو الحاق دینے کا تعلق ہے، کمیشن کا فیصلہ حتمی قرار دیا جاتا ہے۔

☆ کمیشن کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کو اقلیتوں کی تعلیم سے متعلق کوئی بھی سوال (جو کمیشن سے رجوع کیا گیا ہو) اس پر اپنا مشورہ دے۔

☆ کمیشن کو دیئے گئے ان اختیارات کے سبب اقلیتی تعلیمی اداروں کو ایک فورم حاصل ہے جہاں وہ شکایات پہنچا سکتے ہیں اور تیز رفتاری کے ساتھ ان کے ازالہ کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) NCMEI کو کون سے اہم اختیارات حاصل ہیں؟

2.6 قومی اقلیتی ترقی و مالیاتی کارپوریشن (NMDFC)

قومی اقلیتی ترقی و مالیاتی کارپوریشن کا قیام 30 ستمبر 1994 کو عمل میں آیا۔ اس کارپوریشن کے قیام کا بنیادی مقصد اقلیتوں کے پسماندہ طبقات میں معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے NMDFC اقلیتی پسماندہ طبقات کے اہل افراد کو خود روزگار سرگرمیوں کو شروع کرنے کے لیے رعایتی شرح پر قرضہ جات اور مالیہ فراہم کر رہا ہے۔ NMDFC کا سرمایہ جو 2004 میں 650 کروڑ تھا اب 1500 کروڑ ہو گیا ہے۔

NMDFC وزارت اقلیتی بہبود، حکومت ہند کی راست انتظامی نگرانی میں اپنے کام انجام دے رہا ہے۔ اقلیتی کارپوریشن ایک عوامی شعبہ (Public Sector) کے تحت ادارہ ہے اور اسے 1956 کے کمپنیز ایکٹ کے تحت ''بغیر منافع والی کمپنی'' کے بطور رجسٹر کیا گیا ہے۔

اغراض و مقاصد:

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، کارپوریشن اقلیتوں میں معاشی طور پر پسماندہ افراد کے لیے معاشی سہولیات فراہم کرنے کے بنیادی مقصد کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس کے دیگر مقاصد حسب ذیل ہیں:

☆ اقلیتوں کو ان کی آمدنی کے لحاظ سے قرضہ جات فراہم کرنے میں مدد کرنا

☆ اقلیتوں کی معاشی بھلائی کے لیے اسکیمیں تیار کرنا اور ان پر عمل آوری کرنا

☆ اقلیتوں کو اعلیٰ تعلیم / پیشہ وارانہ تعلیم / جنرل تعلیم / ٹکنیکل تعلیم کے حصول کے لیے تعلیمی قرضہ جات جاری کرنا۔

☆ اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے غیر ماہر ورکرز (Unskilled Workers) کو مناسب مہارتوں کی تربیت (Skill Training) فراہم کرنا۔

☆ اقلیتوں کی معاشی ترقی کے ضمن میں حکومت ہند یا ریاستی حکومتوں کی جانب سے قائم کردہ کارپوریشنس، بورڈز اور دیگر اداروں کو باہم مربوط کرنے اور ان کی نگرانی کرنے کے لیے کلیدی ادارہ کے طور پر کام کرنا۔

ٹارگٹ گروپس:

NMDFC کے راست طور پر فائدہ اٹھانے والے ٹارگٹ گروپس اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد ہیں۔ قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ 1992 کے مطابق مسلم، عیسائی، سکھ، بدھسٹ، پارسی اور جین مذہب کے افراد اس میں شامل ہیں۔

NMDFC اسکیمیں اور پروگرام

☆ مقررہ مدت کے لیے قرض کی اسکیم (Term Loan Scheme)

☆ تعلیمی قرضہ کی اسکیم (Educational Loan Scheme)

☆ مائکروفینانسنگ اسکیم (Micro Financing Scheme)

☆ مہیلا سمردھی یوجنا (Mahila Samridhi Scheme)

☆ ووکیشنل ٹریننگ اسکیم (Vocatonal Training Scheme)

☆ مارکٹنگ معاون اسکیم (Marketing Assistance Scheme)

☆ ڈیزائن ڈولپمنٹ معاون اسکیم (Design Development Assistance Scheme)

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) NMDFC کے اہم مقاصد تحریر کیجیے۔

(2) NMDFC کی جانب سے عمل کون سی اسکیمیں پیش کی جارہی ہیں؟

2.7 یاد رکھنے کے نکات

(1) دستور کی دفعات 29 اور 30 اقلیتوں کو اس بات کی طمانیت (گیارنٹی) دیتی ہے کہ وہ اپنی زبان، اپنی لپی (Script) اور اپنے کلچر کا تحفظ کریں اور اپنی پسند کے تعلیمی اداروں کا انتظام کریں۔ جو ان کی زبان یا مذہب پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ NPE,1986 اور POA 1992 نے اقلیتوں کے مسائل کا تفصیل سے جائزہ لیا۔

(2) سچر کمیٹی کی تشکیل 9/مارچ 2005 کو اس وقت کے وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ نے کی۔ یہ ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تھی جس کے صدر ریٹائرڈ چیف جسٹس راجندر سچر تھے۔ اس کمیٹی کے ذمہ یہ کام تفویض کیا گیا کہ وہ ہندوستان میں مسلم طبقہ کے سماجی، معاشی اور تعلیمی موقف کی تفصیلی رپورٹ تیار کرے۔

(3) مرکزی حکومت کی جانب سے قومی اقلیتی کمیشن کو نیشنل کمیشن فار مائنارٹیز ایکٹ (1992) کے تحت 5/جولائی 1992 کو عمل میں آیا۔ اس کمیشن نے ابتداء میں ملک کی پانچ مذہبی طبقات کو، مسلم، عیسائی، سکھ، بدھسٹ اور پارسی کو مذہبی اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد 27 جولائی 2014 کو جین طبقہ کو بھی اس فہرست میں شامل کیا گیا۔

(4) قومی کمیشن برائے اقلیتی تعلیمی ادارے کو 2004 میں قائم کیا گیا۔ حکومت نے 2004 میں ایک حکمنامہ (Ordinance) کمیشن کی تشکیل کے تعلق سے جاری کیا۔ بعد ازاں دسمبر 2004 میں پارلیمنٹ میں بل (Bill) کو متعارف کیا گیا اور دونوں ایوانوں سے اس بل کو منظوری دی۔ NCMEI ایکٹ کا جنوری 2005 میں اعلان ہوا۔ وزیر اعظم کے 15 نکاتی پروگرام برائے اقلیتیں میں مخصوص اہداف ہیں جن کو ایک مقررہ وقت میں پورا کرنا ہے۔ کمیشن کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت کرے اور اگر کہیں ان حقوق کی خلاف ورزی اور حق تلفی کی شکایات موصول ہوں تو ان کو دیکھے اور اقلیتوں کو ان کو ان کی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے میں کسی بھی قسم کی رکاوٹوں کو دور کرے۔

(5) قومی اقلیتی ترقی و مالیاتی کارپوریشن کا قیام 30 ستمبر 1994 کو عمل میں آیا۔ اس کارپوریشن کے قیام کا بنیادی مقصد اقلیتوں کے پسماندہ طبقات میں معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔

2.8 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

(1) سچر کمیٹی کا قیام کیوں عمل میں لایا گیا۔

(2) سچر کمیٹی نے اپنی سفارشات کتنے ابواب میں پیش کیں۔

(3) قومی اقلیتی کمیشن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

(4) سچر کمیٹی کی سفارشات پر حکومت ہند نے اقلیتوں کے لئے کون سے پروگراموں کو شروع کیا۔

(5) ریاستی اقلیتی کمیشن کی کارکردگی پر نوٹ لکھئے۔

(6) اقلیتی ترقی و مالیاتی کارپوریشن کی ہیت وترکیبی پر نوٹ لکھئے۔

3.9 سفارش ردہ کتب References

1. Government of India (2014). Post-Sachar evaluation committee report (chairman, post Sachar evaluation committee). New Delhi: Ministry of Minority Affair.
2 Krishnan, P. S. (2007). Report on identification of socially and educationally backward classes in the Muslim community of Andhra Pradesh and recommendations.
3. Sachar Committee Report, (2006), Social, Economic, and Educational Status of Muslim Community in India: A Report, Government of India
4. MoMA (Ministry of Ministry Affairs) (2014). Annual Report 2013-14 New Delhi.
5. Hasan, Zoya and Mushirul Hasan (2013). India: Social Development Report 2012 Minorities at the MarginsNew Delhi: Oxford University Press
6. http://www.minorityaffairs.gov.in/schemesperformance retrieved on 29.05.2018
7. http://www.minorityaffairs.gov.in/reports/sachar-committee-report retrieved 30.05.2018 29.05.2018
8. http://www.ncm.nic.in/Profile_of_NCM.html Retrieved on
9. http://maef.nic.in/ Retrieved on 30.05.2018
10. http://www.muslimngos.com/schemes.htm important Retrieved on 30.05.2018
11. http://vikaspedia.in/social-welfare/minority-welfare-1/schemes-and-legal-awareness Retrieved on 30.05.2018

اکائی 3: اقلیتوں کے لیے تعلیمی وفلاحی اسکیمیں

(Educational and Welfare Schemes for Minorities)

ساخت

3.1 تمہید

3.2 مقاصد

3.3 اقلیتی طبقہ کے لیے اسکالرشپ اور فیلوشپ اسکیم

(Scholarship and Fellowship Schemes for Minority Communities)

3.4 اقلیتی طلباء کے لیے مسابقتی امتحانات کی تیاری کے اصلاحی اور کوچنگ پروگرام

(Remedial and Coaching Programmes of Competitive Examinations for Minority Students)

3.5 تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لیے ایریا انٹنسیو پروگرام

(Area Intensive Programmes For Educationally Backwards Minorities)

3.6 فلاحی اسکیمیں: نئی روشنی، سیکھو اور کماؤ، پڑھو پردیش، ہماری دھروہر

(Welfare Schemes : Nai Roshni, Seekho aur Kamao, Padho Pradesh,Hamari Dharohar)

3.7 یادرکھنے کے اہم نکات Points to Remember

3.8 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں Unit End Activities

3.9 مجوزہ مطالعہ جات Suggested Books

3.1 تمہید

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے جہاں پر مختلف مذاہب، زبانوں اور طبقات کے لوگ امن اور ہم آہنگی کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں جس میں سب سے بڑی تعداد ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہے اور باقی تمام مذاہب کے لوگ جس میں مسلم، سکھ عیسائی، پارسی، جین و بدھ مذہب کے ماننے والے ہیں جو کہ سن 1992ء کے اقلیتی قانون کے تحت اقلیتی طبقہ میں شمار کیے جاتے ہیں اور ان میں سب سے بڑی تعداد مسلم طبقہ کی ہے۔ جدید تعلیمی، معاشرتی، سیاسی و معاشیاتی ترقی کے اعتبار سے سب سے زیادہ پسماندہ بھی اقلیتوں میں مسلم ہی ہیں۔ کسی بھی معاشرے کے لیے تعلیم ہی ترقی کی ضامن ہوتی ہے۔ جب ہم معاشی، ثقافتی

اور سماجی زندگی کی ترقی کی طرف مائل ہوتے ہیں تو ہمیں صرف تعلیم کا ہی وسیلہ نظر آتا ہے چونکہ ایک تعلیم یافتہ معاشرہ ہی علم اور مختلف زندگی کی مہارتوں سے آراستہ ہوسکتا ہے۔انہیں وجوہات کی بنیاد پر مختلف ماہرین نے معاشرتی ترقی کے لیے تعلیمی ترقی کو ضروری قرار دیا اور ہندوستان کے آئین کے مطابق بھی تمام عوام کو تعلیم حاصل کرنا ان کا بنیادی حق قرار دیا گیا۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد تعلیم کو ایک وسیلہ کے طور پر استعمال کیا جانے لگا اور تعلیم کی ترقی کے لیے سبھی کو شامل ہو گئے مگر کچھ اقلیتی پسماندہ طبقات اس تعلیمی ترقی کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چل سکے اور یہ اقلیتی طبقات تعلیمی اعتبار سے پچھڑتے چلے گئے جن میں سب سے زیادہ پسماندگی کی حالات مسلم طبقہ کے ساتھ ہے۔اس حالت کو ہندوستانی دستور ساز کمیٹی کے چیئرمین جناب ڈاکٹر راجندر پرساد صاحب نے محسوس کیا اور اقلیتوں کو یہ بھروسہ دلانے کی کوشش کی کہ آزاد ہندوستان میں اقلیتی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے وہ خواہشمند ہیں اس بات کو ڈاکٹر راجندر پرساد صاحب نے اس طرح بیان کیا کہ ''ہم تمام اقلیتی طبقات کو یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں ان کے ساتھ کسی بھی طریقہ کا امتیاز نہیں برتا جائے گا چاہے وہ تعلیم ہو، مذہب ہو، کلچر یا ثقافت سبھی مذہب کے لوگوں کو برابر کے حقوق حاصل ہوں گے اور جو طبقات تعلیمی اعتبار سے پسماندہ ہیں ان کو ترجیح فراہم کی جائے گی۔''

انہیں وجوہات کی بنیاد پر ہندوستانی دستور میں اقلیتی طبقات کو آرٹیکل 29 اور 30 میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت پیش کی گئی ہے آج ہندوستان کے تمام اقلیتی طبقات اپنی ہمہ جہت ترقی کے لیے تعلیم کی طرف پیش گوئی کر رہے ہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ ہندوستانی حکومت بھی اقلیتوں کی تعلیم کے لیے مختلف اسکیم اور پروگرام پیش کر رہی ہے۔اور اس کام کے لیے ایک مخصوص محکمہ وزارت کا بھی نظم کیا گیا ہے جس کو ہم وزارت اقلیتی امور (Ministry of Minorities Affairs) کے نام سے جانتے ہیں جو کہ وزارت ترقی و انسانی وسائل MHRD کے تحت مختلف اسکیم اور پروگرام کو پیش کرتا ہے اور وزارت اقلیتی امور اس کو انجام تک پہنچاتا ہے۔جس سے اقلیتی طبقات کو فائدہ پہنچ سکے اور وہ اپنی ترقی کی طرف گامزن ہوسکیں چونکہ سچر کمیٹی رپورٹ 2006ء کے مطابق ہندوستان کے تمام اقلیتی طبقات میں سب سے زیادہ پسماندگی مسلم اقلیتی طبقہ میں پائی جاتی ہے اس لیے حکومت ہند کو اقلیتی طبقات کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف اسکیم و پروگرام چلانے اور ان طبقات کے حالات کو سدھارنے کے لیے کوششیں کی جانی چاہیے۔

3.2 مقاصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلباء اس لائق ہوجائیں گے کہ:

- ☆ اقلیتی طبقہ کی تعلیمی و فلاحی اسکیم اور پروگرام کو سمجھ سکیں۔
- ☆ وزیر اعظم کے پندرہ نکاتی فارمولہ کو سمجھ سکیں۔
- ☆ اسکالرشپ اور فیلوشپ اسکیم کو واضح کر سکیں۔
- ☆ اقلیتی طلباء کے لیے مختص مفت کوچنگ اور پروگرام کی وضاحت کر سکیں۔
- ☆ اقلیتی طبقہ کے مخصوص علاقائی پروگرام کو سمجھ سکیں۔
- ☆ نئی روشنی، سیکھو اور کماؤ، پڑھو پردیش اور ہماری دھروہر اسکیم کو واضح کر سکیں۔

3.3 اقلیتی طبقہ کے لیے اسکالرشپ اور فیلوشپ اسکیم
(Scholarship and Fellowship Schemes for Minority Communities)

3.3.1 مختلف وزارتی محکمے

ہندوستانی ترقی وفلاح میں اقلیتی طبقات بھی دوسرے طبقات کے ساتھ شانہ بہ شانہ ہوکر اپنا کردار ادا کرتے ہیں جس میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی ترقی شامل رہتی ہے۔ ہندوستانی حکومت بھی وقت بروقت اقلیتوں کی فلاح کے لیے مختلف پروگرام اور اسکیم چلاتی رہتی ہے جس سے اقلیتی طبقات کی تعلیمی پسماندگی کو دور کر معاشیاتی، معاشرتی ترقی فراہم کی جاسکے۔ اس کام کو انجام تک پہنچانے کے لیے ہندوستانی حکومت نے مختلف وزارتی محکموں کو ذمہ داری سونپی ہے جو کہ وزارت ترقی وانسانی وسائل (Ministry of Human and Resource Development) کے تحت کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں، جن میں عام طور پر شامل ہیں

(a) وزارت اقلیتی امور (Ministry of Minority Affairs): جس کی بنیاد 1906ء میں رکھی گئی اور اس کے موجودہ وزیر جناب مختار عباس نقوی ہیں اور اس محکمہ کا اولین مقصد اقلیتوں کی تعلیمی، معاشرتی اور معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کو برسرِ روزگار بنانا، تعلیمی ترقی فراہم کرنا اور معاشی اعتبار سے خود مختار بنانا ہے اس وزارتی محکمہ کے ساتھ مختلف دارے اور کمیشن بھی کام کرتے ہیں جیسے

(b) مرکزی وقف کاؤنسل (Central waqf Council): اس کی بنیاد 1964ء میں وقف قانون 1954ء کے تحت رکھی گئی تھی یہ ایک سفارشاتی ادارہ ہے جو کہ مرکزی حکومت ،صوبائی حکومت کو اقلیتی خاص کر مسلم اقلیتی طبقہ کے معاشی، تعلیمی و معاشرتی حالات سے باخبر کرواتا رہتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ مرکزی وقف کاؤنسل کے تحت مختلف فلاحی پروگرام واسکیم بھی چلائی جاتی ہیں جس میں فنی مہارتوں اور تعلیمی فلاحی اسکیم شامل ہیں۔

(c) اقلیتی قومی کمیشن (National Commission for Minorities): اقلیتی کمیشن کی بنیاد اقلیتی قانون 1992ء کے تحت کی گئی تھی۔ 1992ء کے اقلیتی قانون کے تحت اقلیتی طبقات کی وضاحت پیش کی گئی ہے جس میں تمام اقلیتی طبقات شامل ہیں اور یہ مرکزی ادارہ ہندوستان کے تمام صوبوں سے اقلیتی طبقات سے تعلق رکھتے ہوے تمام مسائل اور مختلف پروگرام واسکیم شروع کرنے کی سفارشات حاصل کرتا ہے اور حکومت کو سفارشات فراہم کرتا ہے اور تمام صوبوں کی حکومتوں کو اقلیتوں کی فلاح کرنے کی سفارشات بھی پیش کرتا ہے۔

(d) مولانا آزاد تعلیمی فاؤنڈیشن (Maulana Azad National Foundation): مولانا آزاد تعلیمی فاؤنڈیشن کا قیام مسلم اقلیتی طبقہ کے پسماندہ لوگوں کو تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کے لیے سن 1989ء میں کیا گیا تھا جو کہ وزارت اقلیتی امور کے تحت اپنے کام کو انجام دیتا ہے جیسے

☆ اقلیتی فلاحی کام کرنے والے این جی او (NGO's) کو مالی امداد فراہم کروانا۔

☆ مولانا آزاد قومی اسکالرشپ فراہم کروانا۔

☆ مولانا آزاد قومی تقاریر منعقد کروانا۔

☆ مولانا آزاد تعلیمی فاؤنڈیشن کے تحت مختلف اسکیم و پروگرام چلانا جیسے۔

☆ غریب نواز مہارتی فروغ اسکیم (GhareebNwaz Skill Development Scheme)

☆ بیگم حضرت محل قومی اسکالرشپ اسکیم (Bgum Hazrat Mahal Scholarship for Meritorious Minority Girls)

☆ تحقیق کے لیے مولانا آزاد اسکالرشپ (یو جی سی اسکیم) (Maulana Azad Research Fellowship)

(e) قومی اقلیتی فروغ اور معاشیاتی ادارہ (National Minorities Development and Finance Corporation) اس ادارہ کی بنیاد سن 1994ء میں رکھی گئی تھی جس کا مقصد کم بیاج پر اقلیتوں کو تعلیم و نجی روزگار کے لیے مالی امداد فراہم کرنا تھا۔

3.3.2 مختلف فلاحی و تعلیمی اسکیمیں (Different Scholership and Fellowship Schemes)

ان اداروں کے ساتھ ہی ساتھ وزارت اقلیتی امور (Ministry of Minority Affairs) اور وزارت انسانی ترقی و وسائل (Ministry of Human Resource and Development) بھی اقلیتی طبقات کے لیے مختلف اسکیم اور پروگرام چلاتے ہیں جس میں بارہویں پانچ سالہ منصوبہ بندی میں درج ذیل اسکیم و پروگرام شامل ہیں۔

☆ استاد (USTAAD): اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ کے لوگوں کو قدیم فنی مہارتوں (Art & Craft) کی تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ جس سے تمام اقلیتی پسماندہ طبقہ کے لوگ خود اپنی ترقی کی طرف گامزن ہو سکیں۔ استاد اسکیم کو بارہویں پانچ سالہ پروگرام کے تحت سن 2020ء تک کے لیے بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ اسکیم سو فیصد مرکزی مالی امداد سے آراستہ ہے اور اس کے درج ذیل مقاصد ہیں۔

☆ قدیم ہندوستانی فنی مہارتوں سے اقلیتی طبقہ کے نوجوانوں کو آراستہ کرا اپنی قدیم تہذیب اور تمدن و تاریخی ورثہ کی حفاظت کرنا اور نوجوانوں کو روزگار کے قابل بنا کر خود اعتمادی فراہم کرنا۔

☆ قدیم ہندوستانی فنی مہارتوں کو فروغ دے کر عزت اور معیار قائم کروانا۔

☆ اقلیتی طبقہ کے نوجوانوں میں چھپی ہوئی صلاحیتوں کو منظر عام پر لانا۔

☆ قدیم ہندوستانی تہذیب و تمدن کو عزت بخشنا اور ہندوستانی وراثت سے دنیا کو روبرو کروانا۔

استاد اسکیم کے تحت اقلیتی طلباء کو ایک سال کی مفت تربیت فراہم کی جاتی ہے اور تربیت کے دوران تمام اخراجات حکومت اٹھاتی ہے۔ تربیت فراہم کرنے والے اساتذہ ملک کی جانی مانی ہستیاں ہوتی ہیں۔ اس تربیتی پروگرام کو مکمل کر اقلیتی طبقہ کے نوجوان اپنا خود کا روزگار بھی شروع کر سکتے ہیں۔

☆ پری میٹرک اسکالرشپ اسکیم (Pre-Metric Scholarship Scheme): پری میٹرک اسکالرشپ اسکیم ان اقلیتی طبقہ کے طلباء و طالبات کو فراہم کی جاتی ہے جو کہ اقلیتی پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے والدین کی سالانہ آمدنی دو لاکھ روپیہ سے کم ہے۔ یہ اسکیم ان طلباء کے لیے مختص ہے جو کم از کم 50% فی صد نمبرات سے پاس ہوئے ہوں اور درجہ نو و دس میں پڑھ رہے ہوں۔ اس اسکیم کا مقصد اقلیتی پسماندہ طبقہ کے طلباء و طالبات اور ان کے والدین کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جس سے یہ لوگ مالی خستہ حالی کی وجہ سے بچوں کے اسکول نہ چھڑوا دیں۔ اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ کے طلباء و طالبات کو دسویں درجہ تک کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے یہ ایک مرکزی حکومت کی اسکیم ہے اور تمام اقلیتی پسماندہ طبقہ کے طلباء و طالبات آن لائن (www.minorityaffairs.gov.in) پر درخواست ڈال سکتے ہیں اور سال کے آخر میں مالی امداد سیدھے ان طلباء کے بینک کھاتوں میں آجاتی ہے جس سے یہ طلباء آگے اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتے ہیں اور جس سے ان کے والدین کے اوپر سے مالی بوجھ بھی کم ہو جاتا ہے۔ اس اس کیم میں لڑکیوں کے لیے 30 فی صد جگہ مختص رکھی گئی ہیں۔

☆ پوسٹ میٹرک اسکالرشپ اسکیم (Post-Metric Scholarship Scheme): پوسٹ میٹرک اسکالرشپ اسکیم کو سن 2006 میں وزیر اعظم کے 15 نکاتی پروگرام کے تحت شروع کیا گیا تھا اور آج بھی یہ اسکیم اسی طرح کام کر رہی ہے جس کے مطابق اقلیتی پسماندہ طبقہ کے ایسے طلباء و

طالبات جو کہ درجہ گیارہ اور درجہ بارہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جنہوں نے پچاس فی صد نمبرات سے اپنی پرانی تعلیم مکمل کی ہے اہل قرار دیے جاتے ہیں۔ اس اسکیم کا مقصد اقلیتی پسماندہ طبقہ کے ذہین طلباء وطالبات کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آگے کی تعلیم جاری رکھ سکیں، روزگار کی تعلیم کسی سرکاری یا نجی ادارے سے حاصل کرا پنی و اپنی قوم کی ترقی میں مدد فراہم کر سکیں اور اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکیں۔ یہ اسکیم پورے ہندوستان میں یکساں طور پر چل رہی ہے جس میں پیشہ ورانہ تعلیم بھی شامل ہے اس اسکیم کے تحت ایک سال میں ایک طالب علم دو لاکھ روپیہ تک کی امداد حاصل کر سکتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت بھی لڑکیوں کے لیے تیس فی صد جگہ مختص رکھی گئی ہے۔ یہ اسکیم بھی آن لائن موجود رہتی ہے اور طلباء(www.minorityaffairs.gov.in) پر درخواست رکھ سکتے ہیں۔

☆ میرٹ کم مینس اسکالرشپ اسکیم (Merit-Cum Means Scholarship Scheme) : میرٹ کم مینس اسکالرشپ اسکیم اقلیتی پسماندہ طبقہ کے طلباء وطالبات کے لیے قائم کی گئی ہے اس اسکیم کا فائدہ ان طلباء وطالبات کے لیے ہے جو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جنہوں نے کم از کم پچاس فی صد نمبرات کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہے اور کسی پیشہ ورانہ تکنیکی یا معاشی کورس میں داخل ہوے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت پیشہ ورانہ کورسس کی ایک فہرست موجود ہے اور ان کالج کا نام بھی شامل ہے جو ان کورسس کو منعقد کرتے ہیں ان کالج سے اقلیتی پسماندہ طبقہ کے طلباء و طالبات رابطہ قائم کر اپنا اندراج کروا سکتے ہیں۔ یہ اسکیم نوعیت میں تو مرکزی حکومت کی ہے مگر اس اسکیم کے تحت ہندوستان کے تمام صوبوں کو ان کی اقلیتی شرح کے مطابق شامل کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ملک بھر کے ساٹھ ہزار طلباء وطالبات کو مستفید کیا جاتا ہے اور طالبات کے لیے تیس فیصد جگہ مختص ہیں۔ میرٹ کم مینس اسکالرشپ اسکیم کے تحت

☆ ایسے تکنیکی و پیشہ ورانہ کورسس شامل کیے جاتے ہیں جن کی نوعیت گریجوئٹ (Graduate Level) لیول کی ہو۔

☆ کورس سے متعلق مالی امداد براہ راست طلباء وطالبات کے بینک کھاتا میں ڈالی جاتی ہے۔

☆ اس اسکیم کے تحت وہ ہی کورس شامل کیے جاتے ہیں جن میں اندراج اہلیتی امتحان (Enterance Test) سے ہوتا ہے۔

اس اسکیم کے تحت بیس ہزار روپے سال یا پھر کورس کی فیس ادا کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ہاسٹل کی فیس کے دس ہزار روپے الگ سے فراہم کیے جاتے ہیں اور جو طلباء ہاسٹل میں نہیں رہتے ان کو پانچ ہزار روپے سال مہیا کروایے جاتے ہیں۔ یہ اسکیم بھی آن لائن موجود رہتی ہے اور طلباء(www.minorityaffairs.gov.in) پر درخواست رکھ سکتے ہیں۔

وزارت اقلیتی امور کے تحت اقلیتی طبقہ خاص کر مسلم طلباء وطالبات کے لیے مختلف اسکالرشپ اسکیم اور پروگرام چلانے کے لیے مولانا آزاد فاؤنڈیشن کو قائم کیا گیا ہے اور اس کے تحت بھی کچھ اسکیم و پروگرام اقلیتی پسماندہ خاص کر مسلم پسماندہ طبقات کے لیے چلائے جاتے ہیں۔ جیسے

☆ بیگم حضرت محل اسکیم (Begum Hazrat MahalScholar ship scheme): اس اسکیم کو ہندوستانی وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے سن 2003ء میں مولانا آزاد نیشنل اسکالرشپ اسکیم کے نام سے شروع کیا تھا جس کا نام بدل کر اب اس اسکیم کو بیگم حضرت محل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بیگم حضرت محل اسکالرشپ اسکیم کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقات کی ذہین لڑکیوں کے لیے تعلیم فراہم کرنے اور مالی امداد فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے یہ ذہین طالبات اعلیٰ تعلیم حاصل کر معاشرے میں اپنی الگ پہچان بنا سکیں، تعلیمی ترقی حاصل کر سکیں اور اپنے والدین کے اوپر مالی بوجھ بھی نہ ڈالیں۔ اس اسکیم کے درج ذیل مقاصد ہیں

☆ اقلیتی پسماندہ طبقہ کی ذہین طالبات کواعلیٰ تعلیم فراہم کرنے کے لیے مالی امداد فراہم کرنا جس میں کورس کی فیس، نصاب کی کتابیں، کورس سے تعلق رکھتے ہوئے دیگر آلات اور ہاسٹل فیس شامل رہتی ہے۔

☆ اقلیتی پسماندہ طبقہ کی ذہین طالبات کی حوصلہ افزائی کرنا اوران کی ایک الگ پہچان قائم کروانا۔

☆ اقلیتی پسماندہ طبقہ کی ذہین طالبات کے والدین پر تعلیمی خرچ کا بوجھ نہ پڑنے دینا اورلڑکیوں کوخوداعتماد بنانا۔

اس اسکیم کے تحت ایسی اقلیتی پسماندہ طبقہ کی ذہین طالبات جو کہ اسکول، کالج میں عام تعلیم یا پیشہ ورانہ تعلیم یا تکنیکی کورس کررہی ہیں اور جنہوں نے پچاس فیصد سے زیادہ نمبرات سے کامیابی حاصل کی ہے اہل قرار دی جاتی ہیں۔ یہ اسکیم مولانا آزاد نیشنل فاؤنڈیشن کے تحت کورس شروع ہونے کے وقت یعنی اگست میں اشتہارات اور ویب سائٹ (www.maef.nic.in) پر موجود رہتی ہے۔اس اسکیم کے تحت اسکول کی فیس کے طور پر درجہ نو اور دس کے لیے دس ہزار روپیہ سال اور درجہ گیارہ اور بارہ کے لیے بارہ ہزار روپیہ سالانہ فراہم کیے جاتے ہیں۔اس اسکیم کا فائدہ صرف وہ ہی اقلیتی طبقہ کی طالبات اٹھاسکتی ہیں جن کے والدین کی سالانہ آمدنی دولاکھ روپیہ سالانہ سے کم ہے موجودہ وقت میں یہ شرط دوبارہ سے طے کی جارہی ہے

☆ غریب نواز فنی مہارتوں کی اسکیم (Gharibnawaz Skill Development Scheme): غریب نواز فنی مہارتوں کی اسکیم وزارت اقلیتی امور کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقہ میں خاص کر مسلم خواتین و طالبات کے لیے مختص ہے۔اس اسکیم کے تحت مرکزی حکومت فنی مہارتوں سے تعلق رکھتے ہوئے کورس اور تربیتی ادارے قائم کرنے جارہی ہے جن کی تعداد سو ہے۔ یہ ادارے پورے ملک میں قائم کئے گئے ہیں جہاں اقلیتی پسماندہ طبقہ کے لوگوں کی تعداد ہے ان اداروں میں فنی مہارتوں کو فروغ دیا جارہا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ کچھ این جی اوNGO's کی بھی مدد حاصل کی جا رہی ہے جو ہر سال لگ بھگ دو ہزار اقلیتی نوجوانوں کو فارغ کرکم ازکم چودہ سولوگوں کو روزگار فراہم کرسکیں ان NGO's کو ہر سال پچیس لاکھ روپیہ فراہم کیا جارہا ہے۔اس اسکیم کا مقصد اقلیتی پسماندہ طبقہ کی ایسی خواتین کو شامل کرنا ہے جن کوفنی مہارتوں میں تربیت فراہم کر خود اعتماد بنایا جاسکے۔

☆ نئی منزل اسکیم (Nai Manzil Scheme): اس اسکیم تحت اقلیتی طبقہ کے ایسے طلباء وطالبات اہل ہیں جن کی عمر 17 سے لے کر 35 برس کے بیچ ہے اور جنہوں نے اپنی تعلیم کسی وجہ سے درمیان میں ہی چھوڑ دی تھی یا پھر مکتب، مدرسہ یا پھر کسی مذہبی اسکول سے تعلیم حاصل کی تھی اور اب روایتی تعلیم سے جڑنا چاہتے ہیں۔اس اسکیم کے تحت ایسے لوگوں کو اعلیٰ تعلیم کی طرف مائل کرنا اور ایک برج کورس جو کہ درجہ آٹھ سے درجہ دس کے برابر نوعیت کا ہو کروا کر فنی مہارتوں میں ڈپلوما کورس کروا کر اپنا خود کا کروبار شروع کرنے کے لیے ماہر بنایا جاتا ہے جس سے یہ اپنے روزگار اور معاش کو خود قائم کرسکیں۔اس اسکیم کے تحت بھی تیس فیصد جگہ خواتین کے لیے مختص ہیں۔

☆ جیو پارسی اسکیم (Jio Parsi Scheme): یہ اسکیم اقلیتی پارسی طبقہ سے تعلق رکھتی ہے۔اس اسکیم کے تحت پارسی سماج کو صحت اور ان کے مفت علاج کے لیے مالی امداد فراہم کروانا ہے۔

☆ نالندہ اسکیم (Nalanda Scheme): اس اسکیم کے تحت اقلیتوں کے تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو تربیت فراہم کرنا، واقفیتی پروگرام منعقد کروانا اور جدید تدریسی تکنیکوں اور آلات سے روشناس کروانا شامل ہے جس کے لیے علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں ایک پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے جس سے اقلیتی اداروں کے اساتذہ بھی تربیت حاصل کر مختلف پروجیکٹ، تحقیق وغیرہ تعلیمی کاموں کو بہ خوبی انجام دے سکیں اور تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ اقلیتی کلچر، تہذیب وتمدن اور مختلف کھیلوں کے ساتھ تعلیمی ترقی میں معاون کردار ادا کرسکیں۔

☆ اقلیتی سائبر گرام اسکیم (Minority Cyber Gram Scheme): اقلیتی طبقہ کے لوگوں کو اس اسکیم کے تحت ٹیکنالوجی کے مختلف آلات اور

ترسیلی تکنیکوں وزرائع سے روشناس کروانا ہے جس میں الیکٹرانک میڈیا، الیکٹرانک سماجی نیٹورک، الیکٹرانک ترسیل، الیکٹرانک تعلیمی وسائل اور الیکٹرانک معلومات کے اوپن زرائع شامل ہیں جس سے یہ مختلف اقلیتی گروپ مختلف ڈیجیٹل آلارت، زرائع، وسائل کو پہچان کرا وران کو استعمال کر قومی ترقی میں معاون کردارادا کرسکیں۔اس اسکیم کو ہم (www.minoritycybergram.in) سے حاصل کرسکتے ہیں۔

☆ مولانا آزاد صحت اسکیم: یہ اسکیم مولانا آزاد فاؤنڈیشن کے تحت چلنے والے تمام اسکولوں میں طلباء کو صحت کارڈ مہیا کروانے اور اسکولوں میں روٹین چیک اپ کروانے اور اگر کوئی بڑی بیماری ہوتو اس کا علاج مفت کسی سرکاری ہسپتال میں کروانے کا نظم فراہم کرتی ہے جس کا پورا خرچ حکومت ہند اٹھاتی ہے۔

☆ وزیراعظم کا پندرہ نکاتی پروگرام (Prime Minister 15 point Programme): سن 2005ء میں ہندوستانی وزیراعظم نے پندرہ نکاتی پروگرام کی بنیاد رکھی جس کے مطابق اقلیتی طبقہ کے پسماندہ لوگوں کے لیے مختلف اسکیم اور پروگرام شروع کیے گئے۔اس پندرہ نکاتی پروگرام کو واضح کرتے ہوے کہا کہ ہم اقلیتی طبقہ کے لوگوں کی حالات کو اچھا بنانا چاہتے ہیں۔اس پندرہ نکاتی پروگرام کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

☆ اقلیتی طبقہ کے لوگوں کی تعلیمی ترقی اور پسماندہ علاقوں میں اسکولوں کو قائم کرنا۔

☆ اقلیتی طبقہ کے لوگوں کی معاشیاتی، سماجی و پیشہ ورانی ترقی فراہم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ مرکز اور صوبائی سرکاری اداروں میں ملازمتیں فراہم کروانا اور اپنا خود کا روزگار شروع کرنے وقائم کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا۔

☆ اقلیتی طبقہ کے لوگوں پر ہونے والے تشدد اور ناانصافی کو روکنا۔

☆ اقلیتی طبقہ کے لوگوں کی روزمرہ کی زندگی کے معیار کو اونچا اٹھانا۔

☆ اقلیتی طبقہ کے لوگوں کو تکنیکی وفنی مہارتیں فراہم کروانا۔

☆ مدرسہ کی تعلیم کو ماڈرن بنانا۔

☆ اقلیتی طبقہ کے لوگوں کو مختلف اسکالرشپ سے مالی امداد فراہم کروانا۔

مرکزی حکومت کے اس پندرہ نکاتی پروگرام کے تحت مختلف اسکیم اور پروگرام شروع کیے گئے جن کو ہم نے پیچھے واضح کیا ہے اور آگے بھی کچھ اسکیموں کو واضح کررہے ہیں۔اس کے ساتھ ہی ساتھ اس پندرہ نکاتی پروگرام کے تحت پانچ علاقوں کی شمولیت رکھی گئی ہے جن سے اقلیتی طبقہ کو ترقی فراہم کی جاسکے۔

(a) تعلیمی مواقع کی افزودگی (For Educational Empowerment): اس مقصد کے تحت اقلیتی طلباء وطالبات کے لیے اسکالرشپ اسکیم جیسے پری میٹرک، پوسٹ میٹرک اور میریٹ کم مینس کے ساتھ ساتھ اہلیتی امتحانات میں کامیابی کے لیے کوچنگ اسکیم جس میں نیا سویرا، نئی اڈان، پڑھو پردیش، مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ، مولانا آزاد فائنڈیشن اور یوجی سی ریسرچ اسکیم وغیرہ شامل ہیں۔

(1) آئی سی ڈی ایس (ICDS-Integrated Child Development Services): یہ ایک بچوں کی نشونما سے متعلق اسکیم ہے جس میں محرومیت کے شکار بچوں، حاملہ خواتین، دودھ پلانے والی ماؤں کا مکمل فروغ آنگن واڑی سینٹر کی مدد سے کیا جاتا ہے۔آئی سی ڈی ایس پروجیکٹ اور آنگن واڑی سینٹر مقررہ تعداد میں غالب اقلیتی والے علاقوں میں قائم کئے جارہے ہیں۔

(2) اسکولی تعلیم کے حصول میں بہتری (Improving Access to School Education): سرواشکشا ابھیان اور کستوربا گاندھی بالیکا ودیالیہ اسکیم کے تحت اقلیتی علاقوں میں تعلیم کو فروغ فراہم کرنے کے لیے قائم کیے جارہے ہیں۔

(3) اردو کی تعلیم کے لیے اضافی وسائل: پرائمری اسکولوں میں جہاں اردو زبان بولنے والے طبقہ کی آبادی موجود ہے وہاں اردو اساتذہ کی بحالی اور NCPUL کو فروغ فراہم کرنا اور اردو اساتذہ کی تربیت کے لیے CPDUMT کھولنا شامل ہے۔

(4) مدرسہ کی تعلیم کی جدید کاری (Modernization of Madarsa): مدارس کو جدید تعلیمی مضامین سے جوڑ کر ان کے اساتذہ کو بھی تنخواہ، مدرسہ میں مڈ ڈے میل وغیرہ کا بندوبست کرنا شامل ہے۔

(b) علاقائی ترقی کے لیے (Area Infrastructure Development): اس اسکیم کے تحت سچر کمیٹی کی سفارشات کے مدنظر کچھ اقلیتی پسماندہ علاقوں کو چن کر ان علاقوں کی فلاح کے لیے کام کیا جاتا ہے اور یہ سن 2008-2007ء سے مسلسل چل رہا ہے۔

(5) اقلیتی باصلاحیت طلباء کے لیے وظیفے (Scholarship Scheme) میٹرک سے قبل اور میٹرک کے بعد وظیفوں کا نظم کیا جا رہا ہے۔

(6) مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعہ تعلیمی وسائل کا فروغ: مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعہ تعلیمی وسائل کو فروغ فراہم کیا جائے گا اور معاشی سرگرمیوں اور روزگار میں منصفانہ حصہ داری دی جائے گی۔

(7) غریبوں کے لیے سورن جینتی روزگار گرام یوجنا، سورن جینتی شہری روزگار یوجنا اور سمپورنا گرامین روزگار یوجنا سے مالی اور حقیقی امداد کا کچھ فی صد اقلیتی طبقہ کی فلاح کے لیے مختص کیا جائے گا۔

(c) معاشیاتی ترقی کے لیے (Economic Empowerment): اقلیتی طبقات کے لیے مختلف مہارتوں پر مبنی اسکیم شامل ہیں جس میں ''سیکھو اور کماؤ'' ''استاد'' اور ''نئی منزل کے ساتھ ساتھ کم بیاج پر مالی امداد بھی فراہم کرنا ہے جو کہ قومی اقلیتی فلاحی اور معاشیاتی محکمہ (NMDFC-National Minorities Development & Finance Corporation) سے فراہم کی جاتی ہیں۔

(8) تکنیکی ٹریننگ کے ذریعہ ہنر مندی میں اضافہ (Upgradation through Technical Training): کچھ آئی ٹی آئی غالب آبادیوں میں بھی کھولے جائیں گے۔

(9) معاشی سرگرمیوں کے لیے مزید قرضہ کی امداد: معاشی سرگرمیوں کے لیے مزید قرضہ کی امداد کو قومی اقلیتی ترقیاتی و مالیاتی کارپوریشن (National Minorities Development and Finance Corporation) کی مدد سے کیا جائے گا جس میں خود روزگاری منصوبہ بندی کا آغاز اور چھوٹی صنعتوں کو قرض فراہم کیا جائے گا۔

(10) ریاستی ملازمتوں، ریلوے اور پولیس میں اقلیتوں کی بھرتی کی جائے گی۔

(11) اندرا گاندھی آواس یوجنا اور جواہر لال نہرو قومی شہری جدید کاری مشن کے تحت اقلیتوں کا کچھ فی صد حصہ مختص کیا گیا ہے۔

(12) فرقہ وارانہ فسادات کو روکنا، مجرموں کے خلاف قانونی کاروائی کرنا اور فرقہ وارانہ فسادات سے متاثر لوگوں کی مدد کرنا شامل ہے۔

(d) خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے (Woman Empowerment): اس پروگرام کے تحت ''نئی روشنی اسکیم'' چل رہی ہے جس میں اقلیتی طبقہ کی پسماندہ خواتین کو خود اعتمادی اور علاقائی رہنمائی کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔

(13) خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے نئی روشنی اسکیم کے ساتھ ہی ہر اقلیتی اسکیم میں ان کے لیے تیس سے پینتیس فیصد حصہ مختص کر رکھا گیا ہے۔

(e) خصوصی ضرورتوں کے لیے (For Special Needs): اقلیتوں سے تعلق رکھتی ہوئی کچھ ضروری خدمات شامل رہتی ہیں جن میں وقف بورڈ کا نظم، وقف کی جائیدادیں اور حج وغیرہ کا انتظام شامل رہتا ہے۔

(14) مختلف فنی وصنعتی مہارتوں کی اسکیم(Scheme for Skill Development): سیکھواور کماؤ، استاداورنئی منزل اسکیموں کاانعقادکرنا۔

(15) ملٹی سیکٹرل ترقیاتی پروگرام(Multi Sectoral Development Programme): اس پروگرام کے تحت مختلف فلاحی واصلاحی کاموکو انجام دیا جائے گا۔

ان اسکیموں کے ساتھ ہی ساتھ MHRD بارہویں پانچ سالہ منصوبہ بندی کے تحت دیگر مختلف اسکیم بھی چلا رہی ہے جوکہ اقلیتی طبقہ کے لیے مفید ہیں جیسے

☆ مدرسہ میں معیاری تعلیم(SPQEM-Scheme for Providing Quality Education in Madarsa)

☆ اقلیتی نجی اداروں کی تعمیر (Scheme for Infrastructure Development of Private Aided Minority Institutions)

☆ سرواشکشا ابھیان (Sarva Shiksha Abhiyan)

☆ مڈ ڈے میل کے دائرہ میں مکتب اور مدرسہ کو بھی لانا (Extended Mid Day-Meal to Maktab and Madarsa)

☆ قومی کاؤنسل برائے فروغ اردو زبان کو مضبوطی فراہم کرنا (Strengthening of NCPUL)

اس کے ساتھ ہی ساتھ دیگر اسکیم وپروگرام بھی چل رہے ہیں جیسے اقلیتی طلباء وطالبات کے لیے مختلف کوچنگ اسکیم اور پروگرام کے ساتھ ہی ساتھ ''سیکھواور کماؤ، نئی روشنی اسکیم، پڑھو پردیش اور ہماری دھروہر وغیرہ اسکیم کو ہم آگے بیان کریں گے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

(1) اقلیتوں کے لیے وزارت ترقی وانسانی وسائل کے کردار کا جائزہ لیجئے؟

(2) اقلیتوں کی تعلیمی ترقی کے لیے حکومت ہند کی مختلف تعلیمی وفلاحی اسکیموں پر تفصیل سے نوٹ لکھئے؟

3.4 اقلیتی طلباء وطالبات کی فلاح اور اہلیتی امتحانات کے لیے اصلاحی کوچنگ پروگرام

(Remedial and Coaching Programmes of Competitive Examinations for Minority Students)

ہندوستان میں مردم شماری کے اعتبار سے ہر پانچواں شخص اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتا ہے یعنی بیس فیصد کے آس پاس ہندوستان میں عوام اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہندوستانی ترقی میں اپنا رول ادا کرتے ہیں۔ ان اقلیتی طبقات میں 1992ء کے قانون کے تحت مسلم، سکھ عیسائی، پارسی، جین وبدھ مذہب کو ماننے والے شامل ہیں جن میں سب سے بڑی تعداد مسلم کی ہے یہ 17 فیصد کے قریب ہندوستانی عوام کا حصہ ہیں۔ سچر کمیٹی اور رنگناتھن مشرا کمیٹی کے مطابق ہندوستان میں مسلم اقلیتی طبقہ کی حالت سب سے زیادہ خستہ حال اور پسماندہ ہے ان ہی تمام وجوہات کی بنیاد پر اقلیتوں کے لیے مختلف اسکیم اور پروگرام شروع کئے جاتے ہیں جس میں سے ایک اسکیم اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات کو مختلف امتحانات اور ملازمتوں کے لیے مفت کوچنگ فراہم کرنے کی ہے جس سے کہ یہ اقلیتی طلباء وطالبات مختلف سرکاری ملازمتوں میں اپنی نمائندگی پیش کرسکیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ تکنیکی وپیشہ ورانہ اعلیٰ تعلیم حاصل کراپنی اور اپنے معاشرے

کی حالت کو سدھار سکیں۔ان کوچنگ اسکیم میں کئی طرح کی اسکیم چل رہی ہیں جن میں نیا سویرا، نئی اڑان اور یو جی سی کی اسکیمیں شامل ہیں۔یہ تمام اسکیم پوری طرح سے مرکزی حکومت سے تعلق رکھتی ہیں اور اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات سے منصوب ہیں اوران کے لیے مختص بھی ہیں۔یہ تمام اسکیم اقلیتی طلباء کو یہ مواقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ اپنی قابلیتوں اور مہارتوں کو ان مفت کوچنگ کی مدد سے نکھار کر IAS اور IPS وودیگر سول سروسس امتحان میں کامیابی حاصل کرا پنی نمائندگی پیش کر سکیں اس کے ساتھ ہی ساتھ UGC-NET، IIt's و دیگر مایاناز امتحانات میں اہلیت حاصل کر سکیں۔یہ تمام مفت کوچنگ وزارت اقلیتی امور اور یو جی سی وغیرہ سے وابستگی رکھتے ہیں اوران کی تمام مالی امداد یہیں سے فراہم ہوتی ہے۔موجودہ وقت میں کئی سینٹرل یونیورسٹی، کئی مرکزی اداروں MHRD اور مختلف NGO's میں ان کا قیام ہو چکا ہے اور اقلیتی طبقات کے طلباء وطالبات ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ایسے ہی کوچنگ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اور علی گڑھ وغیرہ یونیورسٹی بہ خوبی خدمت کو انجام دے رہے ہیں۔

نئی اڑان (Nai Udan): اس اسکیم کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقہ کے ایسے طلباء وطالبات جن کے والدین کی سالانہ کمائی چھ لاکھ روپے سے کم ہے اور جنہوں نے یو پی ایس سی (UPSC-Union Public Service Commission) کا شروعاتی امتحان پاس کرلیا ہے اور اب مین امتحان کی تیاری کر رہے ہیں کو مفت کوچنگ میں داخل کیا جا سکتا ہے۔یہ مفت کوچنگ کی خدمت صرف ایک بار ہی مہیا کروائی جاتی ہے اور ہر سال دو ہزار ایسے طلباء وطالبات کو چن کر استفادہ پہنچایا جاتا ہے جس کے تحت ہر طالب علم کو ایک لاکھ روپیہ سالانہ فراہم کیا جاتا ہے جو کہ منسٹری آف مائینا ریٹی افیئر (Ministry of Minority Affairs) پر موجود رہتی ہے اور 18001120011 پر فون کر جانکاری بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔

نیا سویرا (Naya Savera): یہ مفت کوچنگ اسکیم اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات کو اس قابل بنانے کے لیے پیش کی گئی ہے کہ وہ سول سروس کی خدمات اور مرکزی وصوبائی سطح پر گروپ ''A'' کے امتحانات کو پاس کر اقلیتی طبقہ کی نمائندگی اعلیٰ سطح پر کر سکیں اس کے مقاصد درج ذیل ہیں

☆ اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات اعلیٰ ملازمتوں اور مختلف تکنیکی و پیشہ ورانہ کورسس کے اہلیتی امتحانات کو پاس کر سکیں جس میں انجینئرنگ، میڈیکل، قانون، مینجمنٹ، انفارمیشن ٹیکنالوجی وغیرہ کورسس شامل رہتے ہیں۔

☆ اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات مرکزی وصوبائی سطح پر گروپ ''A'' وگروپ ''B'' کے سرکاری ملازمتوں کے امتحانات مین کامیابی حاصل کر سکیں جس میں UPSC، SPSC-State Public Service Commission، SSC ریلوے، بینک کے ساتھ ساتھ نجی سیکٹر کے امتحانات بھی شامل ہیں میں شرکت ہو کر کامیابی حاصل کر سکیں۔

☆ اس کے ساتھ ہی ساتھ دیگر اہلیتی امتحان میں کامیابی فراہم کرنے کے لیے بھی اقلیتی طلباء وطالبات کو مفت کوچنگ فراہم کی جاتی ہے جن سے یہ کسی پیشہ ورانہ کورس میں داخل ہو سکیں۔

یو جی سی نیٹ کوچنگ (UGC-NET Coaching): یو جی سی نیٹ کوچنگ کے لیے بھی MHRD نے مختلف اداروں اور یونی ورسٹی میں اقلیتی طلباء کے لیے اس طرح کے مفت کوچنگ قائم کر رکھیں ہیں جن کی تعداد سن 2017ء میں ستتر (77) تھی جس میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، جامعہ ملیہ، مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کے ساتھ ساتھ مختلف مرکزی وصوبائی یونی ورسٹی، NGO's اور دیگر کوچنگ سینٹر اس پروگرام کو منعقد کر رہے ہیں۔

سائنس کے میرٹ طلباء کے لیے اسکیم (Scheme for Meritorious Science Students): سائنس کے طلباء وطالبات کے لیے بھی مرکزی حکومت اسکالرشپ اسکیم چلا رہی ہے جس کے مطابق اقلیتی پسماندہ طبقہ کے ذہین طلباء پیشہ ورانہ اور تکنیکی کورس میں داخلہ کے لیے اہلیتی امتحانات پاس کر سکیں اور سائنسی کارکردگیوں کو انجام دی سکیں۔اس اسکیم کے تحت درجہ گیارہ سے ہی ریسیڈینشل کوچنگ فراہم کر آگے کے امتحان کی تیاری کی جاتی ہے جس

میں عام طور پر میڈیکل، انجینئرنگ اور دیگر سائنس سے جڑے ہوئے کورسس شامل رہتے ہیں۔اس اسکیم کے تحت مرکزی حکومت ایک لاکھ روپیہ فی طالب علم خرچ کرتی ہے جو کہ مخصوص طور پر اقلیتی طلباء وطالبات کے لیے مختص ہے۔

اس طرح مرکزی وصوبائی حکومتیں اقلیتی طلباء وطالبات کی نمائندگی کو بہتر بنانے کے لیے مختلف کوچنگ اسکیم چلا رہی ہیں جن سے استفادہ اٹھا کر اقلیتی طلباء وطالبات اپنی واپنے معاشرے کی مالی، سماجی، معاشی وسیاسی نمائندگی کر اقلیتی طبقہ میں خوشحالی پیدا کر سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

3.5 تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لیے ایریا انٹینسو پروگرام

(Area Intensive Programmes For Educationally Backwards Minorities.)

ہندوستانی مردم شماری کے سروے کے مطابق مذہبی بنیاد پر اقلیتی معاشرے کے زندگی کے حالات زیادہ اچھے نہیں ہیں اور محکمہ وزارت اقلیتی امور (Ministry of Minorities Affairs) نے 103 سے زیادہ ایسے علاقوں کی نشاندہی کی ہے جہاں پر سب سے زیادہ اقلیتی طبقہ کے پسماندہ لوگ خستہ حالت میں رہتے ہیں اور ان کی آبادی کی شرح 25 فیصد سے زیادہ ہے۔ان علاقوں میں وزیر اعظم کے 15 نکاتی پروگرام کو شروع کرنے کی تیاری چل رہی ہے جس کے تحت ان صوبوں اور اضلاع میں راشٹریہ مادھیامک شکشا کے تحت اسکول کھولنے اور دیگر تعلیمی فلاحی کام جو اوپر وزیر اعظم کے 15 نکاتی پروگرام کے تحت واضح کئے گئے ہیں شروع کر اقلیتی پسماندہ طبقات کو خوداعتمادی کے ساتھ معاشی ومعاشرتی ترقی فراہم کرنے اور ان کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس اقلیتی پسماندہ طبقہ میں سب سے زیادہ تعداد مسلم اقلیتی طبقہ کی ہے جس کو ترقی کی طرف گامزن کرنے کی کوشش جاری ہیں جس کے تحت درج ذیل پروگرام اور اسکیم بھی چلائی جارہی ہیں جیسے

☆ اقلیتی متوسط طبقہ کے ان علاقوں میں تعلیمی ترقی فراہم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں جس میں روایتی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ فاصلاتی تعلیم، تعلیم بالغاں، صنعتی تعلیم اور خواتین کی تعلیم شامل ہے۔

☆ ان علاقوں کے مکتب اور مدرسہ کو جدید طریقہ سے آراستہ کرنے سائنس اور جدید مضامین کا درس فراہم کرنے اور انہیں سرکاری اداروں سے جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے اور جو طلباء وطالبات ان مدارس سے فراغت حاصل کر چکے ہیں کو مختلف فنی وصنعتی مہارتوں کی تربیت فراہم کر روزگار سے جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

☆ ان علاقوں میں سرکاری، کستور با گاندھی بالیکا ودھیالیہ، آنگن باڑی کیندرا اور مرکزی ماڈل اسکول کھولے جارہے ہیں تاکہ اس اقلیتی طبقہ کی لڑکیوں کو تعلیم فراہم کی جاسکے۔

☆ ان علاقوں کے لوگوں کو تعلیم کی اہمیت بیان کر روایتی تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی فراہم کی جارہی ہے۔

☆ مولانا آزاد فاونڈیشن کے تحت مرکزی اسکول کھولے جارہے ہیں۔

☆ ان علاقوں میں بنیادی تعلیم کے لیے علاقائی اور اردو زبان کو فروغ دیا جارہا ہے۔

☆ ان علاقوں میں کئی NGO's کو لگا کر کئی مختلف اسکیم اور پروگرام جیسے نئی روشنی، سیکھو اور کماؤ، فنی وصنعتی مہارتوں کا فروغ گرانٹ دے کر چلائے جارہے ہیں۔

☆ دیگر سرکاری اسکولوں کی طرح ہی مدارس میں بھی مڈڈے میل اور مفت کتابیں دینے کی شروعات کی جارہی ہے۔

1986ء کی قومی پالیسی میں بھی ایسے علاقوں کی نشاندہی کرنے کی بات کہی گئی تھی جہاں پر موجودہ وقت میں تعلیم کی بہت کم سہولیات مہیا ہیں۔ مرکزی حکومت اس کام کو انجام دینے کے لیے ہر پانچ سالہ منصوبہ بندی میں ایسے علاقوں کی نشاندہی کر کے یہاں پر مختلف پروگرام اور اسکیم چلاتی ہے جیسے

☆ آپریشن بلیک بورڈ (Operation Black Board)

☆ غیر روایتی تعلیم (Non Formal Education)

☆ بنیادی تعلیم کے لیے(National Programme of Nutritional Support to Primary Education)

☆ ڈسٹرکٹ پرائیمری تعلیم(District Primary Education Program)

☆ کمیونٹی پالی ٹیکنک(Community Polytechnic)

☆ راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان (Rashtrya Madhyamic Shiksha Abhiyan)

☆ شکشا کرمی پروجیکٹ (Shiksha karmi Project)

☆ معذور طلباء کے لیے شمولی تعلیم(Integrated Education for Disabled Children)

☆ اقلیتی پسماندہ طبقات کے لیے مختص مخصوص جگہ کے لیے پروگرام

(Area Intensive Programmes For Educationally Backwards Minorities)

اس طرح سے حکومت ہند ایسے دیہی وشہری اقلیتی پسماندہ علاقوں کو تلاش کر اس علاقوں کے لوگوں کی حالات سدھارنے اور ان کی زندگی کو خوشحال بنانے کے لیے کروڑوں روپیہ خرچ کر رہی ہے جس میں مختلف این جی او، تعلیمی اسکیم مختلف اسکالرشپ اسکیم اور دیگر پروگرام شامل ہیں۔

3.6 فلاحی اسکیم: نئی روشنی، سیکھو اور کماؤ، پڑھو پردیش اور ہماری دھروہر
(Welfare Schemes : Nai Roshni, Seekho aur Kamao, Padho Pradesh,Hamari Dharohar.)

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف سماج کے لوگ آپس میں مل جل کر رہتے ہیں اور ہندوستان کی یہ ہی ایک خوبی بھی ہے۔ ہماری یہ تہذیب و تمدن کلچر اور ثقافت آج سے نہیں ہزاروں سال سے چلی آ رہی ہے اور اسی کو ہم ہندوستانی گنگا جمنی تہذیب کہتے ہیں۔ انہیں تمام وجوہات کی بنیاد پر ہندوستانی آئین میں تمام ہندوستانی عوام کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ جن میں اقلیتی طبقہ بھی شامل ہے اور جس کی تہذیب بھی اس گنگا جمنی تہذیب کا ایک حصہ ہے اور حکومت ہند اس تہذیب کو قائم رکھنا چاہتی ہے۔ اسی وجہ سے اقلیتی طبقہ کے لیے مختلف اسکیم اور پروگرام چلائے جاتے ہیں کہ یہ طبقہ کہیں اس ترقی میں پچھڑ نہ جائے۔ مگر افسوس کہ سچر کمیٹی اور رنگا ناتھن مشرا کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ اقلیتی طبقہ واقعی تعلیمی، معاشی، سیاسی اور سماجی طور پر پچھڑا ہوا ہے۔ جس کو سمجھ کر ہندوستان میں وزیر اعظم نے پندرہ نکاتی پروگرام پیش کیا اور دیگر مختلف اسکیم چلائیں۔ چند ایک مخصوص طور پر درج ذیل ہیں۔

نئی روشنی(Nai Roshni): وزارت اقلیتی امور(Ministry of Minorities Affairs) نے سن 13-2012ء میں مرکزی حکومت کی سفارشات کی بنیاد پر اس اسکیم کی شروعات کی جس کا مقصد اقلیتی پسماندہ طبقہ کی خواتین کی معاشی، سماجی و تعلیمی حالات کو سدھارنا تھا اسی لیے اس اسکیم کا نام نئی روشنی رکھا گیا۔ اس اسکیم میں ایسے اقلیتی پسماندہ طبقات کی خواتین کو شامل کیا جاتا ہے جو کہ پسماندہ زندگی بسر کر رہی ہیں ان خواتین کو مختلف مہارتوں کے ساتھ

آراستہ کیا جاتا ہے اور اس قابل بنایا جاتا ہے کہ یہ آس پاس کے معاشرے کی خواتین کی نمائندگی کر سکیں اور اپنی پسماندہ حالت کو خوداعتمادی کے ساتھ دور کر سماج کی قیادت کر سکیں اس اسکیم کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

☆ اقلیتی پسماندہ طبقہ کی خواتین کو خوداعتماد بنانے کے لیے مختلف علم وفنون اور تکنیکی وزندگی کی مہارتوں سے آراستہ کرنا جس سے یہ خواتین حکومت ہند کی مختلف اسکیم اور پروگرام کو سمجھ کر ان سے استفادہ حاصل کر سکیں جس میں بینک، مختلف آفس کے کام، تعلیم اور مختلف سرکاری مالی امدادیں شامل ہیں۔

☆ اقلیتی پسماندہ طبقہ کی خواتین کی حوصلہ افزائی کر ان میں قیادت کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا جس سے یہ گھر کی چہاردیواری سے نکل کر تعلیم سماج اور دیگر فلاحی کاموں کو انجام دے سکیں۔

☆ ان خواتین کو خودمختار بنانا اور زندگی کی مختلف مہارتوں سے روشناس کروانا جس میں حفظان صحت، سوچھ بھارت اور معاشی جانکاریاں وترقی شامل ہوں۔

نئی روشنی اسکیم ان اقلیتی خواتین کے لیے قائم کی گئی ہے جو یا تو پڑھ لکھ نہیں سکیں یا پھر اگر پڑھ لکھ بھی گئیں تو گھر میں قید ہو گئیں اور ان کا تعلق باہری سماج سے قطع ہو گیا ان خواتین کو اس اسکیم نئی روشنی کے تحت دوبارہ اپنی ایک الگ پہچان بنانے، روزگار قائم کرنے اور دیگر خواتین کی قیادت کر ان کو بھی اسی راستہ پر چلانے کے لیے حوصلہ افزائی کرنا مقصود ہے۔

اس اسکیم کو ایسے اداروں کے سپرد کیا گیا ہے جو کہ دیہی گاؤں و پردیش جا کر ہر دروازے پر دستک دے سکیں اس کے لیے رجسٹرڈ سوسائیٹی اور دیگر NGO's کی مدد حاصل کی گئی ہے کہ وہ ایسی خواتین کو تلاش کر کسی نہ کسی مہارت سے آراستہ کر ان کو برسرروزگار بنا سکیں اور ان کو خوداعتمادی فراہم کر سکیں۔

اس اسکیم کے تحت کسی بھی متوسط علاقہ میں درج ذیل پروگرام شروع کرائے جاتے ہیں جیسے

☆ خواتین کے لیے تعلیمی پروگرام۔

☆ صحت اور حفظان صحت کے پروگرام۔

☆ سوچھ بھارت ابھیان۔

☆ مختلف معاشی وروزگار کی جانکاریاں۔

☆ زندگی کی مختلف مہارتوں اور ترسیلی مہارتوں کا فروغ۔

☆ خواتین کے ہندوستانی آئین میں بیان کئے گئے حقوق کا علم۔

☆ ڈیجیٹل آلات کے استعمال کی جانکاریاں۔

☆ مختلف سرکاری محکموں، اسکیم و پروگرام اور سماجی بدلاؤ کی جانکاری۔

نئی روشنی اسکیم کے تحت اوپر بیان کئے گئے تمام نکات کو کسی نہ کسی ادارہ کی مدد سے گاؤں یا پردیش میں جا کر خواتین کے ایک گروپ کو تربیت فراہم کی جاتی ہے اور مختلف مہارتوں کو فروغ فراہم کر ان کی زندگی کے حالات کو سدھارنے اور بدلاؤ لانے کے لیے حوصلہ افزائی فراہم کی جاتی ہے۔

سیکھو اور کماؤ (Seekho aur kmao): سیکھو اور کماؤ اقلیتی فلاح کے لیے ایک ایسی اسکیم ہے جو کہ اقلیتی طبقہ کے پسماندہ نوجوانوں کو فنی وصنعتی مہارتوں (Skill Development) میں فروغ اور تربیت فراہم کرتی ہے۔ یہ اسکیم سن 14-2013ء سے چل رہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقہ کے نوجوانوں کو ان کی تعلیمی لیاقت کے اعتبار سے کسی جدید یا قدیم فنی وصنعتی مہارت میں تربیت فراہم کی جاتی ہے جس سے یہ طلباء وطالبات خود اپنا روزگار تلاش کر سکیں یا اپنا خود کا روزگار شروع کر سکیں یا پھر کسی روزگار سے وابستہ ہو کر خوداعتمادی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ اس اسکیم کے درج ذیل مقاصد ہیں

☆ اقلیتی نوجوانوں کوکسی نہ کسی روزگار سے جوڑنا۔

☆ اقلیتی نوجوانوں کومختلف مہارتوں کی تربیت فراہم کرکسی صنعتی روزگار کے مواقع فراہم کروانا۔

☆ اقلیتی نوجوانوں کومختلف ثقافتی ورثہ سے تعلق رکھتے ہوئے معاش کوفروغ دینااوران کے مستقبل کی زندگی کوخوشگوار بنانا۔

☆ ملک کے لیےمضبوط انسانی وسائل قائم کرنا۔

سیکھواور کماؤ اسکیم صرف اقلیتی طبقہ کے پسماندہ نوجوانوں کے لیے قائم کی گئی ہے جن کی عمر چودہ سے پینتیس برس ہےاوروہ کم ازکم درجہ پانچ تک پاس ہیں اورکسی ایک مہارت میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ اسکیم آن لائن ہےاورآن لائن درخواست ڈال کرآپ مفت تربیت حاصل کرسکتے ہیں۔

پڑھو پردیش(Padho Pradesh): وزیراعظم کے پندرہ نکاتی پروگرام 2006ء کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقہ کےنوجوانوں طلباء وطالبات کوتعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف فنی مہارتوں کی تربیت فراہم کرنا اوراس کے بعد کم بیاج پر بینک سے لون دلا کراپنا روزگار شروع کرنے کے لیے مالی امداد فراہم کرنے کی بات کی گئی تھی اس کڑی میں پڑھو پردیش ایک ایسی ہی اسکیم ہے جس کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقہ کے باصلاحیت طلباء وطالبات اپنی تعلیم کواوراعلیٰ درجہ تک حاصل کرسکتے ہیں۔اس اسکیم کے تحت ایسے ذہین طلباء وطالبات کی تلاش کی جاتی ہے جوکہ ملک وبیرونی ملک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں مگران کے پاس پیسے نہیں ہیں توپڑھو پردیش ایسے طلباء وطالبات کو مالی امداد فراہم کرتی ہے جس کے تحت حکومت ان طلباء وطالبات کو بینک لون مہیا کرواتی ہےاور جب تک ان کا کورس مکمل نہ ہوجائے سبسڈی کے طورپران کا بیاج ادا کرتی رہتی ہے۔اس اسکیم کے تحت ایسے طلباء وطالبات جوکہ ماسٹر پروگرام، ایم فل یاپی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اہل ہیں۔ یہ مالی امداد صرف ایک کورس تک کے لیے ہی محدود ہے۔ یہ اسکیم صرف پسماندہ طبقہ کے طلباء وطالبات تک ہی محدود ہے کہ جن کے والدین کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ روپیہ سے کم ہے۔اس اسکیم میں بھی طالبات کوپینتیس فیصد جگہ مختص کررکھی گئی ہے۔

ہماری دھروہر(Hamari Dharohar): ہماری دھروہر اقلیتی طبقہ کے لیے ایک ایسی اسکیم ہے جس سے اقلیتی طبقہ کے ورثہ کومحفوظ رکھا جاسکے ہمارے پاس ہمارے اقلیتی سماج کی بہت ہی کم جانکاریاں موجود ہیں اسی سبب ہم ان اقلیتی طبقہ کی سماجی، معاشی وغیرہ تہذیب سے کم واقفیت رکھتے ہیں جیسے کہ پارسی سماج، جین وبدھ سماج اوران کے ثقافتی ورثہ سے تمام لوگ واقف نہیں ہیں اگران اقلیتی طبقات کے تمام ثقافتی ورثہ کومنظر عام پررکھا جائے تواس سے تمام ہندوستان اوردنیاں کوان اقلیتی طبقوں کوسمجھنے میں مدد ملے گی اورآپس میں محبت، پیاراور بھائی چارگی بڑھے گی۔

وزارت اقلیتی امور(Ministry of Minorities Affairs) اقلیتی طبقات کوتمام طرح سے دیکھتی پرکھتی اوران کے حالات کوسدھارنے کے لیے کوشاں رہتی ہےاوراقلیتی فلاح وبہبود کے لیے مختلف پروگرام اوراسکیم چلاتی ہے۔ ہماری دھروہر اسکیم میں اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتی ہوئی قدیم وجدید کلچر اورثقافتی ورثہ سے تعلق رکھتے ہوئے نکات کی شمولیت رہتی ہے اورہم کس طرح اس ثقافتی ورثہ کومحفوظ رکھ کرعزت افزائی بخش سکیں اس بات کا نظم کرتی ہے۔ ہماری دھروہر اسکیم 15-2014ء میں شروع کی گئی۔اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوئے چارعلاقوں کی نشاندہی کی گئی جس میں مختلف بڑے پروجیکٹ بنا کر مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ان مختلف پروجیکٹ کے عنوانات درج ذیل علاقوں پرمبنی ہونے چاہیے

☆ اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوئے قدیم ورثہ کی چیزوں کی نمائش۔

☆ اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوئے قدیم خطوط نگاری اورمختلف دستاویزات کا رکھ رکھاؤ۔

☆ قدیم اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوئے نکات پرتحقیقی مطالعات پیش کرنا۔

☆ قدیم اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھتی ہوی ترقی وفلاح کے کام۔

اس اسکیم کے درج ذیل مقاصد ہیں

☆ ہندوستانی اقلیتی کلچر اور ثقافت کو ہندوستانی تہذیب کے ساتھ توازن قائم کر پیش کرنا۔

☆ ہندوستانی اقلیتی کلچر اور ثقافت کی نمائش لگا کر لوگوں میں جوش وخروش بھرنا۔

☆ ہندوستانی اقلیتی کلچر اور ثقافت سے تعلق رکھتے ہوے دستاویزات کو ثقافتی ورثہ کی طرح محفوظ رکھنا۔

☆ ہندوستانی اقلیتی کلچر اور ثقافت کے قدیم خطوط نگاری اور دیگر ترسیلی طریقہ کو محفوظ کر فروغ دینا۔

☆ ہندوستانی اقلیتی کلچر اور ثقافت سے تعلق رکھتی ہوئی تحقیقی مطالعات کو فروغ دینا۔

ہماری دھروہر اسکیم کے ان مقاصد کو مختلف پروجیکٹ بنا کر انجام تک پہنچانا ہے جس میں ملک کا کوئی ایک حصہ نہیں بلکہ ملک کا پورا ایک اقلیتی طبقہ شامل رہتا ہے اور اس میں پورے ملک کی شمولیت رکھی گئی ہے اس کام میں ملک و بیرونی ملک کے کئی ادارے ہماری مدد کرتے ہیں جیسے

☆ نیشنل میوزیم دہلی۔

☆ نیشنل آرچیو آف انڈیا (National Archive of India)

☆ نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ (National Gallery of Modern Art)

☆ اندرا گاندھی نیشنل سینٹر (Indira Gandhi National Centre of Art)

☆ یونیسکو (UNESCO)

اس اسکیم کے تحت مختلف پروجیکٹ قائم کیے جاتے ہیں جن کو صرف مرکزی حکومت کے ادارے، رجسٹرڈ سوسائیٹی، رجسٹرڈ یونی ورسٹی اور تحقیقی سینٹر ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تک اس اسکیم کے تحت دو پروجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں اور کئی جاری ہیں۔

☆ پہلا پروجیکٹ جو کہ 2016ء میں مکمل ہوا جس میں پارسی اقلیتی طبقہ کی وراست سے روشناس کروایا گیا۔

☆ دوسرا پروجیکٹ بھی پارسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہوا ہے جس میں پارسی ٹریڈرس اور سماج کے بارے میں وضاحت سے مواد رکھا گیا اس پروجیکٹ کی لاگت اٹھارہ کروڑ روپیہ تھی اور اس میں ملک کے کئی نامور اداروں کی شمولیت بھی تھی۔

☆ تیسرا پروجیکٹ حیدرآباد کی عثمانیہ یونی ورسٹی میں چل رہا ہے جس میں مختلف خطوط اور دستاویزات جن کی تعداد 240 ہے اور یہ مختلف مضامین پر مبنی ہیں کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔

رسرچ فیلوشپ (Research Fellowship): اس اسکیم میں تحقیق کے لیے ایک رسرچ فیلوشپ بھی فراہم کی جاتی ہے جو کہ ان طلباء کے لیے مختص ہے جو کہ اعلیٰ نمبرات سے پاس ہو کر ریگولر طریقہ سے ایم فل یا پی ایچ ڈی کر رہے ہیں اور جن کی عمر پینتیس برس سے کم ہے اور وہ ان اقلیتی عنوانات سے ہی دلچسپی رکھتے ہوں۔ اس اسکیم میں بھی 35 فی صد جگہ اقلیتی طبقہ کی طالبات کے لیے مختص ہے۔ یہ تمام رسرچ فیلوشپ اس وجہ سے فراہم کی جارہی ہے کہ وہ اس اسکیم میں اپنا تعاون پیش کر سکیں اور معیاری تحقیق کو انجام دے سکیں۔ یہ اسکیم ملک میں 2020 تک چلتی رہے گی۔ ہماری دھروہر اسکیم پوری طرح سے مرکزی حکومت کی اسکیم ہے جو صرف اقلیتی طبقہ کی وراثت کو سمجھنے، اس کی حفاظت کرنے اور اس ورثہ کو عزت بخشنے کے لیے قائم کی گئی ہے۔

3.7 یاد رکھنے کے اہم نکات (Points to Remember/Summary)

اقلیتی طبقہ کے لیے اسکالرشپ اور فیلوشپ اسکیم: ہندوستانی ترقی وفلاح میں اقلیتی طبقات بھی دوسرے طبقات کے ساتھ شانہ بہ شانہ ہو کر اپنا کردار

ادا کرتے ہیں جس میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی ترقی شامل رہتی ہے۔ ہندوستانی حکومت بھی وقت بروقت اقلیتوں کی فلاح کے لیے مختلف پروگرام اور اسکیم چلاتی رہتی ہے جس سے اقلیتی طبقات کی تعلیمی پسماندگی کو دور کر معاشیاتی، معاشرتی ترقی فراہم کی جا سکے۔ وزارت اقلیتی امور: جس کی بنیاد 1906ء میں رکھی گئی اور اس کے موجودہ وزیر جناب مختار عباس نقوی ہیں اور اس محکمہ کا اولین مقصد اقلیتوں کی تعلیمی، معاشرتی اور معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کو برسر روزگار بنانا، تعلیمی ترقی فراہم کرنا اور معاشی اعتبار سے خود مختار بنانا ہے۔

مرکزی وقف کاؤنسل: اس کی بنیاد 1964ء میں وقف قانون 1954ء کے تحت رکھی گئی تھی یہ ایک سفارشاتی ادارہ ہے جو کہ مرکزی حکومت ،صوبائی حکومت کو اقلیتی خاص کر مسلم اقلیتی طبقہ کے معاشی، تعلیمی و معاشرتی حالات سے باخبر کرواتا رہتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ مرکزی وقف کاؤنسل کے تحت مختلف فلاحی پروگرام و اسکیم بھی چلائی جاتی ہیں جس میں فنی مہارتوں اور تعلیمی فلاحی اسکیم شامل ہیں۔

اقلیتی قومی کمیشن :اقلیتی کمیشن کی بنیاد اقلیتی قانون 1992ء کے تحت کی گئی تھی۔ 1992ء کے اقلیتی قانون کے تحت اقلیتی طبقات کی وضاحت پیش کی گئی ہے جس میں تمام اقلیتی طبقات شامل ہیں اور یہ مرکزی ادارہ ہندوستان کے تمام صوبوں سے اقلیتی طبقات سے تعلق رکھتے ہوئے تمام مسائل اور مختلف پروگرام و اسکیم شروع کرنے کی سفارشات حاصل کرتا ہے۔

مولانا آزاد تعلیمی فاؤنڈیشن: مولانا آزاد تعلیمی فاؤنڈیشن کا قیام مسلم اقلیتی طبقہ کے پسماندہ لوگوں کو تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کے لیے سن 1989ء میں کیا گیا تھا۔

استاد (USTAAD): اس اسکیم کے تحت اقلیتی طبقہ کے لوگوں کو قدیم فنی مہارتوں (Art & Craft) کی تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ جس سے تمام اقلیتی پسماندہ طبقہ کے لوگ خود اپنی ترقی کی طرف گامزن ہو سکیں۔

پری میٹرک اسکالرشپ اسکیم: پری میٹرک اسکالرشپ اسکیم ان اقلیتی طبقہ کے طلباء و طالبات کو فراہم کی جاتی ہے جو کہ اقلیتی پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے والدین کی سالانہ آمدنی دو لاکھ روپیہ سے کم ہے۔ یہ اسکیم ان طلباء کے لیے مختص ہے جو کم از کم 50% فی صد نمبرات سے پاس ہوئے ہوں اور درجہ نو و دس میں پڑھ رہے ہوں۔

پوسٹ میٹرک اسکالرشپ اسکیم: پوسٹ میٹرک اسکالرشپ اسکیم کو سن 2006 میں وزیر اعظم کے 15 نکاتی پروگرام کے تحت شروع کیا گیا تھا اور آج بھی یہ اسکیم اسی طرح کام کر رہی ہے جس کے مطابق اقلیتی پسماندہ طبقہ کے ایسے طلباء و طالبات جو کہ درجہ گیارہ اور درجہ بارہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

میرٹ کم مینس اسکالرشپ اسکیم: میرٹ کم مینس اسکالرشپ اسکیم اقلیتی پسماندہ طبقہ کے طلباء و طالبات کے لیے قائم کی گئی ہے اس اسکیم کا فائدہ ان طلباء و طالبات کے لیے ہے جو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جنھوں نے کم از کم پچاس فی صد نمبرات کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہے۔

بیگم حضرت محل اسکیم: اس اسکیم کو ہندوستانی وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے سن 2003ء میں مولانا آزاد نیشنل اسکالرشپ اسکیم کے نام سے شروع کیا تھا جس کا نام بدل کر اب اس اسکیم کو بیگم حضرت محل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بیگم حضرت محل اسکالرشپ اسکیم کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقات کی ذہین لڑکیوں کے لیے تعلیم فراہم کرنے اور مالی امداد فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

غریب نواز فنی مہارتوں کی اسکیم: غریب نواز فنی مہارتوں کی اسکیم وزارت اقلیتی امور کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقہ میں خاص کر مسلم خواتین و طالبات کے لیے مختص ہے۔

نئی منزل اسکیم :اس اسکیم تحت اقلیتی طبقہ کے ایسے طلباء و طالبات اہل ہیں جن کی عمر 17 سے لے کر 35 برس کے بیچ ہے اور جنھوں نے اپنی تعلیم

کسی وجہ سے درمیان میں ہی چھوڑ دی تھی یا پھر مکتب، مدرسہ یا پھر کسی مذہبی اسکول سے تعلیم حاصل کی تھی اور اب روایتی تعلیم سے جڑنا چاہتے ہیں۔اس اسکیم کے تحت ایسے لوگوں کو اعلیٰ تعلیم کی طرف مائل کرنا اور ایک برج کورس جو کہ درجہ آٹھ سے درجہ دس کے برابر نوعیت کا ہو کرواکر فنی مہارتوں میں ڈپلوما کورس کروا کر اپنا خود کا کروبار شروع کرنے کے لیے ماہر بنایا جاتا ہے۔

وزیراعظم کا پندرہ نکاتی پروگرام: سن 2005ء میں ہندوستانی وزیراعظم نے پندرہ نکاتی پروگرام کی بنیاد رکھی جس کے مطابق اقلیتی طبقہ کے پسماندہ لوگوں کے لیے مختلف اسکیم اور پروگرام شروع کیے گئے۔اس پندرہ نکاتی پروگرام کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ ہم اقلیتی طبقہ کے لوگوں کی حالات کو اچھا بنانا چاہتے ہیں۔اس پندرہ نکاتی پروگرام کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

اقلیتی طلباء وطالبات کی فلاح اور اہلیتی امتحانات کے لیے اصلاحی کوچنگ پروگرام: ان کوچنگ اسکیم میں کئی طرح کی اسکیم چل رہی ہیں جن میں نیا سویرا، نئی اڈان اور یو جی سی کی اسکیمیں شامل ہیں۔ یہ تمام اسکیم پوری طرح سے مرکزی حکومت سے تعلق رکھتی ہیں اور اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات سے منصوب ہیں اور ان کے لیے مختص بھی ہیں۔

نئی اڑان (Nai Udan): اس اسکیم کے تحت اقلیتی پسماندہ طبقہ کے ایسے طلباء وطالبات جن کے والدین کی سالانہ کمائی چھ لاکھ روپے سے کم ہے اور جنہوں نے یو پی ایس سی (UPSC-Union Public Service Commission) کا شروعاتی امتحان پاس کرلیا ہے اور اب مین امتحان کی تیاری کر رہے ہیں کو مفت کوچنگ میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ یہ

نیا سویرا (Naya Savera): یہ مفت کوچنگ اسکیم اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات کو اس قابل بنانے کے لیے پیش کی گئی ہے کہ وہ سول سروس کی خدمات اور مرکزی وصوبائی سطح پر گروپ ''A'' کے امتحانات کو پاس کر اقلیتی طبقہ کی نمائندگی اعلیٰ سطح پر کر سکیں۔

اقلیتی پسماندہ طبقات کے لیے مختص مخصوص جگہ کے لیے پروگرام : ہندوستانی مردم شماری کے سروے کے مطابق مذہبی بنیاد پر اقلیتی معاشرے کے زندگی کے حالات زیادہ اچھے نہیں ہیں اور محکمہ وزارت اقلیتی امور (Ministry of Minorities Affairs) نے 103 سے زیادہ ایسے علاقوں کی نشاندہی کی ہے جہاں پر سب سے زیادہ اقلیتی طبقہ کے پسماندہ لوگ خستہ حالت میں رہتے ہیں اور ان کی آبادی کی شرح 25 فیصد سے زیادہ ہے۔ان علاقوں میں وزیراعظم کے 15 نکاتی پروگرام کو شروع کرنے کی تیاری چل رہی ہے

فلاحی اسکیم: نئی روشنی، سیکھو اور کماؤ، پڑھو پردیش اور ہماری دھروہر: ہندوستانی آئین میں تمام ہندوستانی عوام کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ جن میں اقلیتی طبقہ بھی شامل ہے اور جس کی تہذیب بھی اس گنگا جمنی تہذیب کا ایک حصہ ہے اور حکومت ہند اس تہذیب کو قائم رکھنا چاہتی ہے۔اسی وجہ سے اقلیتی طبقہ کے لیے مختلف اسکیم اور پروگرام چلائے جاتے ہیں کہ یہ طبقہ کہیں اس ترقی میں پچھڑ نہ جائے۔مگر افسوس کہ سچر کمیٹی اور رنگاناتھن مشرا کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ اقلیتی طبقہ واقعی تعلیمی، معاشی، سیاسی اور سماجی طور پر پچھڑا ہوا ہے۔جس کو سمجھ کر ہندوستان میں وزیراعظم نے پندرہ نکاتی پروگرام پیش کیا اور دیگر مختلف اسکیم چلائیں۔

3.8 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں Unit End Activities

1. اقلیتی طبقہ میں کون سے مذاہب شامل ہی اور انہیں کون سی سن میں قائم کیا گیا؟
2. اقلیتی طلباء وطالبات اسکالرشپ اسکیم سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟
3. مفت کوچنگ اسکیم سے کیا فوائد ہیں اور انہیں کس طرح فروغ دیا جاسکتا ہے؟

4. قومی اور بین الاقوامی سطح اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اسکیم کے بارے میں وضاحت سے لکھیں؟
5. نئی روشنی، ہماری دھروہر اور سیکھو اور کماؤ اسکیموں میں فرق واضح کریں؟

3.9 مجوزہ مطالعہ جات References

1. Government of India (2014). Post-Sachar evaluation committee report (chairman, post Sachar evaluation committee). New Delhi: Ministry of Minority Affair.
2 Krishnan, P. S. (2007). Report on identification of socially and educationally backward classes in the Muslim community of Andhra Pradesh and recommendations.
3. Sachar Committee Report, (2006), Social, Economic, and Educational Status of Muslim Community in India: A Report, Government of India
4. MoMA (Ministry of Ministry Affairs) (2014). Annual Report 2013-14 New Delhi.
5. Hasan, Zoya and Mushirul Hasan (2013). India: Social Development Report 2012 Minorities at the MarginsNew Delhi: Oxford University Press
6. http://www.minorityaffairs.gov.in/schemesperformance retrieved on 29.05.2018
7. http://www.minorityaffairs.gov.in/reports/sachar-committee-report retrieved 30.05.2018

   29.05.2018
8. http://www.ncm.nic.in/Profile_of_NCM.html Retrieved on
9. http://maef.nic.in/ Retrieved on 30.05.2018
10. http://www.muslimngos.com/schemes.htm important Retrieved on 30.05.2018
11. http://vikaspedia.in/social-welfare/minority-welfare-1/schemes-and-legal-awareness Retrieved on 30.05.2018